الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۳۱ | دارالامان قادیان ۳۱ اگست روز پنجشنبہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲۵ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۹ ہجری | جلد ۶

فہرست مضامین

مضامین	صفحات
دارالامان کا ہفتہ	۱
بیعت - شکریہ - ختم	۲
کلمات طیبات حضرت امام	۲ و ۳ و ۴
جلسہ ندوۃ العلما	۴
ملفوظات میں سے کچھ	۵ - ۸
جہاد پر مسیح موعود	۸ - ۹
مختصر نوٹ اور نکات	۹ - ۱۰
دعا	۱۰
سورہ جمعہ پر حکیم الامۃ کا وعظ	۱۰ - ۱۲
شیخ ابوسعید محمد حسین بٹالوی کا ہم سے خطاب اور ہماری طرف سے جواب باصواب	۱۲ - ۱۵
بیعت کا کالم	۱۶
اطلاع	۱۶

دارالامان کا ہفتہ

۱ حضرت حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مع اہلبیت تندرست ہیں اور نزول المسیح لکھ رہے ہیں جو تین پرسیوں پر تین ہزار کے قریب چھپ رہی ہے۔ جزو کاتب لکھ چکا ہے اور ۶ جزو کے قریب ہیں چھاپ چکا ہے کام بہت سرعت سے ہو رہا ہے۔

۲۔ حضرت حکیم الامۃ بھی بفضلہ تعالیٰ تندرست ہیں۔

۳۔ مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی طبیعت پچھلے دنوں سے ناسازہی ہے اب بفضلہ تعالیٰ آرام ہے۔ خدا تعالیٰ آپکو شفاء عاجل عطا فرماوے آپ کی علالت طبع کی وجہ سے ہی موعودہ مضمون گولڑوی کی پردہ دری شائع نہیں ہو سکا۔ اگر اگلی اشاعت تک حضرت ممدوح نہ لکھ سکے تو پھر ایڈیٹر الحکم اس خدمت کو انشاء اللہ العزیز اپنی طاقت کے موافق سرانجام دیگا۔

بیعت

اگرچہ کالم بیعت میں بیعت کنندگان کے نام حسب معمول درج ہیں مگر ہم دو نام خصوصیت سے درج کرنا چاہتے ہیں اول ہمارے مخدوم جناب خان محمد عجب خان صاحب آف زیدہ نائب تحصیلدار ہوتی مردان جنکا نام الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں کالم بیعت میں آپکا نام بیعت کنندگان کے زمرہ میں درج ہو چکا ہے جو ہماری رائے میں کسی قدر خصوصیت اور تذکرہ کے ساتھ شائع ہونا ضروری تھا اور یہ اس لیے کہ ہمارے سید و مولیٰ مسیح موعود کی کامیابی کے نشان ہیں۔ خان صاحب مشہور و معروف خاندان زیدہ ضلع پشاور کے ایک ممتاز ممبر ہیں اور جناب خان عبدالغفور خان زیدہ سشن جج بہادر شاہ پور کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ایسے ممتاز خاندان سے تعلق رکھنے اور برسر حکومت ہونے کے باوجود آپکا سلسلہ عالیہ کی طرف متوجہ ہونا جہاں دین کو دنیا پر مقدم رکھنا ضروری ہے آپکی عالی ہمتی اور دینداری کا ایک بین ثبوت ہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ خان صاحب موصوف بہت اچھا اثر آپکے خاندان کے دوسرے ممبروں پر پڑیگا۔ اور دعا کرتے ہیں کہ آپکو اس عہد بیعت پر استوار رکھے آمین۔

دوسرا نام جو ہم خصوصیت سے ذکر کرنا چاہتے ہیں وہ ہمارے عزیز مرزا احسن بیگ صاحب کا نام ہے۔ جنکا ذکر الحکم کے کسی گذشتہ اشاعت میں کیا گیا ہے مرزا احسن بیگ مرزا اعظم بیگ رئیس لاہور کے نبیرہ ہیں اور ڈاکٹر مرزا اکبر بیگ مرحوم کے بیٹے ہیں مرزا احسن بیگ کو بزرگ اس سلسلہ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے

اطمینان پہونچتا ہے جو کسی دنیاوی سامان اور انسانی تدابیر سے حاصل نہیں ہو سکتا چنانچہ قرآن شریف کا فیصلہ ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

آلٰہی فطرۃ دین قیم کا دوسرا نام ہے اور اسلام بھی اسی کا مترادف سمجھنا چاہیے انسان جب اپنی فطرت کو چھوڑ دیتا ہے تو وہ در اصل اس دین سے جس پر اس کو پیدائش سے قائم کیا گیا تھا الگ ہو جاتا ہے۔ الٰہی فطرۃ کی پہچان یہ ہے کہ وہ بدیہی طور پر انسان اس کا محتاج ہے یعنی اسکی فطرت میں اس کے مادے اور میلان موجود ہیں۔ خود بخود ہر ایک انسان اس کی طرف مائل ہوتا ہے لیکن جو اپنی عادتوں کا غلام ہو کر فطرۃ اللہ کو تبدیل کرنا چاہتا ہے صاف ظاہر ہے کہ وہ سکھ نہیں پا سکتا۔

دعا

اے خداوند جہاں اے مالک روز شمار
تیری رحمت کا ہے محبوب کا باغ عالم کی بہار
ذرہ ذرہ میں ہے تیرا جلوۂ قدرت عیاں
ہے مہ و خورشید سے تیری صناعت آشکار
تر زباں ہے تیری مدحت میں ہر برگ شجر
ہر جڑی بوٹی ہے تیری دستکاری پر نثار
تیری قدرت ہے نرالی تیری حکمت بے نظیر
تو ہے قادر تیرا ہر اک چیز پر ہے اختیار
تیری ہی رحمت ہے عالم کی ہر اک شئے پر محیط
تو ہی سنتا ہے ہر اک مظلوم و بیکس کی پکار
تجھ میں سب طاقت ہے اے قادر توانا ذوالجلال
تجھ پہ ظاہر ہے ہمارا راز اے پروردگار
تو ہے معطی بے بدل دیتا ہے سب کچھ اے کریم
پھر تیرے در سے پھرے محروم کیوں امیدوار
تجھ سے ہو روشن ہے زمانہ تو ہی ہے عالم کا نور
تیری رنگ آمیزیوں سے ہے جہاں کا یہ سنگار
تیرے ہی پر نور ہاتھوں میں ہے اس عالم کی کل
تیرے ہی بل پر ہے دنیا کا سارا کاروبار
تو اگر چاہے تو پھر یہ قوم مردہ جی اٹھے
تیرے آگے کچھ نہیں مشکل ہے اک آساں کار

سورۂ جمعہ پر حکیم الامۃ کا وعظ

جو ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء آپ نے بعد نماز ظہر و عصر فرمایا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ * هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ * ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ * مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ * قُلْ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْۤا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ * وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗۤ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ * قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ *

یہ ایک سورہ شریف ہے اور ایسی مہتم بالشان سورہ ہے کہ مسلمانوں میں جمعہ کے دن پہلی رکعت میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد صحابہ۔ تابعین۔ تبع تابعین کے زمانہ تک سنائی جاتی تھی اور اب تک بھی پڑھی جاتی ہے۔ اس سے تم اندازہ کر لو کہ کسقدر مسلمان گذرے ہیں اور آج تک کسقدر جمعے پڑھے گئے ہیں اور پھر اس سورہ شریف کو پڑھ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اتباع کیا ہے اور اس سورہ کو جمعہ کے دن خصوصاً پڑھ کر لوگوں کو آگاہ کیا ہے پھر جمعہ ہی کو نہیں بلکہ احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جمعرات کو بھی عشاء کی پہلی رکعت میں اسکو پڑھا کرتے تھے پس ہفتہ میں دو بار جہری قرأت کے ساتھ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ کو پہونچایا ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ ہمارے سید و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کو کسقدر اہتمام اس سورۃ کی تبلیغ میں تھا پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ وہ اس سورہ شریف پر بہت بڑی غور و فکر کریں۔ اور میں تمہیں پکار کر کہتا ہوں کہ افلا تتدبرون۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس التزام اور اہتمام پر نظر کر کے اس سورہ شریف پر خاص غور کی ہے یوں تو قرآن شریف میری غذا اور میری تسلی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے اور میں جب تک ہر روز اسکو کئی مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا بچپن ہی سے میری طبیعت خدا نے قرآن شریف پر تدبر کرنے والی رکھی ہے اور میں ہمیشہ دیر دیر تک قرآن شریف کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کیا کرتا ہوں مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسقدر اہتمام اس کی تبلیغ میں کیا ہے اس نے مجھے اس سورہ شریف پر بہت ہی زیادہ غور اور فکر کرنے کی طرف متوجہ کیا اور میں نے دیکھا ہے کہ اس سورہ شریف میں قیامت تک کے عجائبات سے آگاہ کیا گیا ہے۔

بڑے بڑے عظیم الشان مقاصد جو جمعہ میں رکھے گئے ہیں اُن سے آگاہ کیا ہے۔ میرا اپنا خیال نہیں نہیں ایمان بلکہ اس سے بھی بڑھ کر میں کہتا ہوں میرا یقین ہے اور میں علی وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ وہ مطھو کریں جو ہی **عظیم الشان**

بس کرم کی اک نظر ہو اے کریم کارساز — ہے جھکا ہے تیرے آگے یہ سر عجز و نیاز (از ترکیب صادق)

جمعہ (منجملہ ان کے مسیح موعود کے نزول کا مسئلہ بھی ہے) میں لوگوں کو لگی ہیں وہ بھی عدم تدبر ہی کی وجہ سے لگی ہیں اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس التزام پر عمیق نگاہ کی جاتی اور اس سورۃ پر تدبر ہوتا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت کم مشکلات ان لوگوں کو پیش آتیں ۔

غرض یہ سورۃ اپنے اندر لاانتہا حقائق اور عجائبات رکھتی ہے اور قیامت تک کے واقعات کو بیان کرتی ہے جن پاک الفاظ سے اسکو شروع کیا گیا ہے اگر کم از کم ان الفاظ پر ہی غور و فکر کیجاتی تو مجھے اُمید ہوتی ہے کہ اسماء الٰہی پر تو کم از کم غور کرنے لگتی ۔ وہ پاک الفاظ جن سے اس سورہ کا شروع ہوتا ہے یہ ہیں

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ؕ

جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ سب اللہ تعالے کی تسبیح کرتے ہیں ۔ اس اللہ کی جو الملک ہے القدوس ہے العزیز ہے اور الحکیم ہے ۔ تسبیح کیا ہوتی ہے ؟ سورہ بقرہ کے ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی زبان سے بتایا ہے نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۔ قرآن شریف میں جہاں تسبیح کا لفظ آیا ہے وہاں کچھ ایسے احسان اور انعام مخلوق پر ظاہر کئے ہیں جنسے حمد الٰہی ظاہر ہوتی ہے اور ان احسانات اور انعامات پر غور کرنے کے بعد بے اختیار ہو کر انسان **حمد الٰہی** کرنے کے لیے اپنے دل میں ایک جوش پاتا ہے ہمارے پاک سید و مولے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا ہے سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى غرض جہاں جہاں ذکر آیا ہے خدا کے محامد بزرگیاں اور عجیب شان کا تذکرہ ہوتا ہے تو اس سورہ کو جو يُسَبِّحُ لِلّٰهِ سے شروع فرمایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے کے محامد اور انعامات اور احسانات اور فضل عظیم کا تذکرہ یہاں بھی موجود ہے ۔ ہر چیز جو زمین اور آسمان میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے یہ ایک بدیہی اور صاف مسئلہ ہے ناداں دہریہ یا حقائق الاشیاء سے ناواقف سوفسطائی اس راز کو نہ سمجھ سکے تو امر دیگر ہے مگر مشاہدہ بتا رہا ہے کہ کسطرح پر ذرہ ذرہ خدا تعالے کی تقدیس اور تسبیح بیان کر رہا ہے ۔ دیکھو ایک بوٹی جو زمین سے نکلتی ہے بلکہ میں اسکو وسیع کر کے یوں کہہ سکتا ہوں کہ وہ پتہ جو بول و براز میں سے نکلتا ہے کیسا صاف شفاف ہوتا ہے کیا کوئی وہم و گمان کر سکتا تھا کہ اس گندگی میں سے اس قسم کا لہلہاتا ہوا سبزہ جو آنکھوں کو طراوت دیتا ہے نکل سکتا ہے ؟ اس پتہ کی صفائی ۔ نزاکت اور نظافت خود اس امر کی زبردست دلیل اور شہادت ہے کہ وہ اپنے خالق کی تسبیح کرتا ہے ۔ اسیطرح ذرا اور بلند نظری سے کام لو اور دیکھو کہ انسان کے جسقدر عمدہ کام ہیں وہ روشنی میں کرتا ہے مگر اللہ تعالے کے جتنے عجائبات ہیں وہ سب پردہ میں ہوتے ہیں اور پھر کیسے صاف کیسے دل خوش کن اور اللہ کی تسبیح کرنیوالے ہوتے ہیں ایک انار کے دانہ کو دیکھو کیسے انتظام اور خوبی کے ساتھ بنایا گیا ہے کیا وہ دانہ اللہ تعالے کی تسبیح نہیں کرتا اسیطرح آسمان اور آسمان کے عجائبات اور اجرام کو دیکھو ۔ نیچر کے عجائبات سے ناواقف تو عجائبات نیچر کی ناواقفیت کی وجہ سے یہ کہدیتا ہے کہ فلاں امر خلاف نیچر ہے مگر میرا یقین یہ ہے کہ جس جسقدر سائنس اور دوسرے علوم ترقی کرتے جائیں گے اسی قدر اسلام کے عجائبات اور قرآن شریف کے حقائق اور معارف زیادہ روشن اور درخشاں ہونگے اور خدا کی تسبیح ہوگی ۔

غرض یہ بھی بات ہے کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالے کی تسبیح کرتا ہے ۔ ہر ایک ذرہ گواہی دیتا ہے کہ وہ خالق ہے اور اسی کی ربوبیت اور حیات اور قیومیت کے باعث ہر چیز کی حیات اور قائمی ہے ۔ اسیکی حفاظت سے محفوظ ہے ۔ پھر یہ بھی کہ وہ اللہ الملک ہے وہ مالک ہے اگر سزا دیتا ہے تو مالکانہ رنگ میں اگر پکڑتا ہے تو جابرانہ نہیں بلکہ مالکانہ رنگ میں تا کہ ماخوذ شخص کی اصلاح ہو ۔ پھر وہ کیسا ہے ؟ القدوس ہے اسکی صفات و حمد میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو نقصان کا موجب ہو بلکہ وہ صفات کاملہ سے موصوف اور ہر نقص اور بدی سے منزہ ہے الْقُدُّوْسُ ہے قرآن شریف پر تدبر نہ کرنے کی وجہ سے کہو یا اسماء الٰہی کی فلسفی نہ سمجھنے کی وجہ سے غرض یہ ایک بڑی غلطی پیدا ہوگئی ہے کہ بعض وقت اللہ تعالے کے کسی فعل یا صفت کے ایسے معنے کر لیے جاتی ہیں جو اسکی دوسری صفات کے خلاف ہوتے ہیں اس لیے میں محققین کو ایک گر بتاتا ہوں کہ قرآن شریف کے معنے کرنے میں ہمیشہ اس امر کا لحاظ رکھو کہ کبھی کوئی معنے ایسے نہ کیے جاویں جو صفات الٰہی کے خلاف ہوں اسماء الٰہی مدنظر رکھو اور ایسے معنے کرو اور دیکھو کہ **قدوسیت** کو بٹہ تو نہیں لگتا ۔ لغت میں ایک لفظ کے بہت سے معنے ہو سکتے ہیں ۔ اور ایک ناپاک دل انسان کلام الٰہی کے گندہ معنے بھی تجویز کر سکتا ہے ۔ اور کتاب الٰہی پر اعتراض کر بیٹھتا ہے مگر تم ہمیشہ یہ لحاظ رکھو کہ جو معنی کرو انہیں دیکھ لو کہ خدا کی صفت قدوسیت کے خلاف تو نہیں ہے ؟ اللہ تعالے کے سارے کام حق و حکمت سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں جس سے اسکی اور اس کے رسول اور عامۃ المومنین کی عزت و بڑائی کا اظہار ہوتا ہے ۔

لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

مومنوں کو معزز کرتا ہے اور پھر اسنے
بڑھ کر اپنے رسولوںکو عزت دیتا ہے
اور یہی عزۃ اور بڑائی حقیقی اللہ تعالیٰ
ہی کو سزاوار ہے غرض ہر قول و فعل
میں مومن کو لازم ہے کہ وہ اللہ تعالے
کی عزت کا خیال کرے کیونکہ وہ
الْعَزِيْزُ ہے۔

ظالم طبع انسان کی عادت ہو
کہ جب خدا تعالے کیطرف سے ایک
فعل سرزد ہوتا ہے تو وہ ہمیں اپنی
طرف سے نکتہ چینی کرنے لگتا ہے
آدم کی بعثت پر نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ
کہنے والے اپنی کمی علم اور نا واقفی
کیوجہ سے أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ
يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ
پکار اُٹھے مگر چونکہ یہ گروہ صاف طینت
تھا آخر اُس نے إِنَّكَ أَنْتَ
الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ کہکر اللہ تعالے
کے اس فعل خلافت آدم کو حکمت
سے بھرا ہوا تسلیم کر لیا۔ مگر وہ لوگ
جو خدا سے دور ہوتے ہیں وہ عجائبات
قدرت سے نا آشنا محض اور اسرار
الٰہی کے علم سے بالکل بے بہرہ ہوتے
ہیں وہ اپنے خیال اور تجویز کے موافق
کچھ چاہتے ہیں جو نہیں ہوتا جیسا
ہمارے سردار سرور عالم فخر بنی آدم
صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر کہہ اٹھے
لولا انزل علے رجل من
القریتین عظیم۔ یہ لوگ اللہ
تعالے کو الحکیم نہیں مانتے ورنہ
وہ اس قسم کے اعتراض نہ کرتے اور
یقین کر لیتے کہ اللہ اعلم حیث
یجعل رسالتہ۔ اسی طرح شیعہ
نے خلافت خلفاء پر بعینہ وہی اعتراض
کئے جو کفار نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
کی بعثت پر کیے۔

حکیم کے معنے ہی ہیں اپنے محل
ایک چیز کو رکھنے والا اور مضبوط
و محکم رکھنے والا۔ پھر اگر الحکیم صفت پہ
ایمان ہو تو بعثت خاتم الانبیا صلے
اللہ علیہ وسلم پر انکار کرکے کیوں اپنے
ایمان کو ضائع کرتے غرض اللہ تعالے نے
یہاں بتاتا ہے کہ اس کے قول اور فعل
میں سراسر **حکمت** ہوتی ہے اسلیے
اس کے انکار سے بچنے کے لیے یہی
اصول ہے کہ اللہ تعالے کو

الحکیم مانو

پس جو کچھ زمین و آسمان میں ہے وہ اللہ تعالے
کی تسبیح کرتے ہیں اس اللہ کی جو الْمَلِكُ
الْقُدُّوسُ - الْعَزِيزُ - الْحَكِيمُ
ہے زمین و آسمان کے تمام ذرات اللہ
تعالے کی ہستی اور اس کی ان صفات
پر گواہ ہیں۔ پس زمینی علوم یا آسمانی
علوم جسقدر ترقی کریں گے خدا تعالیٰ
کی ہستی اور ان صفات کی زیادہ وضاحت
زیادہ صراحت ہوگی۔ میں اپنے
ایمان سے کہتا ہوں کہ میں
ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کرتا
کہ علوم کی ترقی اور سائنس کی
ترقی قرآن شریف یا اسلام
کے مخالف ہیگی بلکہ یہ علوم جوں جوں
وہ جسقدر ترقی کریں گے قرآن شریف
کی حمد اور تعریف اُسقدر زیادہ ہوگی۔
اس سورہ شریف کو ان پاک
الفاظ سے شروع کرنے کے بعد
اللہ تعالے اپنا ایک انعام پیش کرتا ہے

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ
رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ
آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا
مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ +

(اُس اللہ نے جسکی تسبیح زمین و آسمان کے ذرات اور اجرام
کرتے ہیں اور جس کے آگے سر جھکاتے ہیں وہ اللہ جو الملک القدوس
العزیز الحکیم ہے) اُمیوں میں (عربوں میں) انہیں میں سے
ایک رسول انہیں بھیجا۔ جو ان پر اسکی آیتیں تلاوت کرتا
ہے اور انکو پاک صاف کرتا ہے اور انکو الکتاب اور
الحکمۃ سکھاتا ہے اور اگرچہ وہ اس رسول کی بعثت کے
پہلے کھلی کھلی اور صاف طور سے قطعی تسلی کرنے والی گمراہی میں تھے۔

(باقی آیندہ)

شیخ ابو سعید محمد حسین بٹالوی کا ہمسے خطاب
اور
ہماری طرف سے جواب باصواب

نگفتہ ندارد کسے با تو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی سے الحکم
کے ناظرین خوب آشنا ہیں۔ اس لیے ہمیں
انکو پبلک میں انٹروڈیوس کرنے کی چنداں
ضرورت نہیں آج ۲۲ اگست ۱۹۰۲ء کا
شیخصاحب موصوف کا ایک پوسٹ کارڈ
جس کی پشت پر "مع میاں فضل الدین صاحب
نونی و حکیم نور الدین صاحب بھیروی
جموتی اور ایڈیٹر اخبار الحکم" لکھا
ہوا تھا ہمیں موصول ہوا + شیخصاحب
نے تین مختلف اشخاص کو ایک ہی کارڈ
میں کیوں مخاطب کیا اور کیوں عام
اخلاق اور طریق متہذیب کے خلاف
جدا گانہ نہ لکھا اسپر ہمیں بحث کی کوئی
ضرورت نہیں یہ غالبا انکی خداداد زمین
کی برکت ہے یا انکا قومی کے اصولوں کی
پابندی ہے کہ تین پیسہ کے بجائے
ایک پیسہ میں کام چلا لیا + بہرحال وہ خط
چونکہ مولویصاحب! ایڈووکیٹ اہل
حدیث! ایڈیٹر صاحب اشاعۃ السنہ
کی علمیت اور قابلیت کی بہتر دستاویز
ہے اس لیے ہم انکو مع اپنے جواب کے
ذیل میں درج کرتے ہیں۔

مولویصاحب کا خط

سملہ بیجولی۔ مکان سردار ٹھیکہ دار
۲۳ اگست سنہ ۱۹۰۲
نمبر ۲۹۲
میاں فضل الدین صاحب و اصلی راقم کارڈ

+ اور شاید قواعد ڈاک خانہ کے خلاف بھی ہو۔ ایڈیٹر۔

۵ + پھر رنگے کہ می آئی شناسم + مرید پراُفٹ قادیان ہو کر خاکسار کی نسبت دعویٰ حسن ظنی دھوکہ دہی۔ جس سے پھرے مضمون[1] و اغراض کی تائید ہوتی ہے کیا پراُفٹ کا باوجود مستطیع ہونیکے حج نہ کرنا ان شبانروزی اعمال سے نہیں ہے جنسے اس کا مریدان کو آزادی دینا ثابت ہوتا ہے۔ نہیں تو کیوں نہیں۔ اور باتوں کو رہنے دو صرف یہی بتاؤ کہ پراُفٹ حج کیوں نہیں کرتا۔ اگر اسکو فرض جانتا ہے۔ خوف قتل ہے تو بشارت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کس دن کے لیے ہے۔ کوئی مرد میداں میں نکلے تو سنبھلکر قدم رکھے۔ کوئی ہاتھ بڑھائے تو پہلے اس بیت کو خیال میں لاوے۔

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد
ساعد سیمیں خود را رنجہ کرد

مضمون کے پورا ہونے کا انتظار تو کیا ہوتا۔ ابھی بسم اللہ شروع ہوئی ہے*

* پہلا صدمہ دیکھکر رو تا ہے کیا
آگے چلکر دیکھیے ہوتا ہے کیا

الحکم صاحب کچھ خامہ فرسائی کریں تو پرچہ کھولا نگاہ خامہ میرے پاس بھیجدیں ادھر سے بھی جوابی پرچہ روانہ ہوگا چنانچہ تاج الدین لاہوری کی معرفت کہا گیا تھا اور تمھاری بہتری اور خیر تو اسی میں ہے کہ اشاعۃ السنہ سے نہ الجھو والا فَسَتَذْكُرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللّٰهِ۔

الراقم ابو سعید محمد حسین

ہمارا جواب

جس کارڈ کا ذکر شیخصاحب نے اپنے اس کارڈ میں کیا ہے وہ حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامۃ کے ایک شاگرد مولوی فضل الدین صاحب نے انکو لکھا تھا اور جسکا باعث وہ یہ بتاتے ہیں کہ جب انکا رسالہ اشاعۃ السنہ دیکھا گیا جس میں حضرت حجۃ اللہ علی الارض جری اللہ فی حلل الانبیاء کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہندوستان و پنجاب میں اشاعت کا باعث یہ لکھا ہے کہ وہ اپنی پیرو وںکو آزادی کا سبق دیتا ہے کہ تصویر بناؤ۔ سود کھاؤ۔ اور دور دراز سفر کی مصیبت اٹھا کر مکہ کیوں جاتے ہو یہاں مکہ قادیان کو کعبہ بناؤ۔ گرمی کے موسم میں روزہ رکھکر بھوکے نہ مرو۔ بلکہ اس بیت پر عمل کرو۔ ع

نہ رکھو روزہ نہ مرو بھوکا نہ جا مسجد نہ کر سجدہ
وضو کا توڑ دو کوزہ شراب شوق پیتا جا

اشاعۃ صہ ۹۲۔

اس تحریر کے پڑھنے سے پہلے انکو ایک مسلمان کی حیثیت سے شیخصاحب پر حسن ظن تھا کہ وہ مولوی کہلاتے ہیں اہل حدیث کے ایڈیٹر بنتے ہیں + وہ اسقدر جھوٹ نہ بولتے ہونگے لیکن جب قادیان میں آکر دیکھا کہ اباحت کی کوئی تعلیم نہیں بلکہ قرآن اور سنت پر عمل ہے اور دن رات اسی کی اشاعت اور اسی کے جلال و عظمت کے اظہار کے لیے فکر ہے تو مولوی صاحب کے اس قول الزور پر نہایت سخت تعجب ہوا۔ جسپر انھوں نے شیخصاحب کو ایک کارڈ لکھدیا کہ یہ آپ نے جھوٹ لکھا ہے۔

پھر شیخ مولویصاحب نے اس کارڈ کے جواب میں مندرجہ بالا کارڈ لکھا ہے + ہمکو افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب باوجود مسلمان مولوی اہلحدیث کہلانیکے پھر سوء ظن سے کام لیتے ہیں اور اس کارڈ کا راقم اصلی کسی اور شخصکو قرار دیتے ہیں۔

تعجب کا مقام ہے کہ مولوی صاحب نے اپنے اس رسالہ میں (جسکا ایک کوٹیشن ہم نے اوپر دیا ہے) تو پوری اباحت اور بے دینی اور بے قیدی کا الزام سلسلہ عالیہ پر لگایا ہے لیکن اپنے کارڈ میں ساری بحث اس ایک امر پر رکھدی ہے کہ کیا "پراُفٹ کا باوجود مستطیع ہونیکے حج نہ کرنا ان شبانروزی اعمال سے نہیں ہے جنسے اسکا مریدوں کو آزادی دینا ثابت ہوتا ہے"

مولوی صاحب کے علمی تبحر اور قرآن دانی و حدیث دانی کی اگرچہ ایک سو زیادہ بار قلعی کھل چکی ہے مگر اس مختصر کارڈ نے انکی اور بھی پردہ دری کی کہ مولویصاحب حج کو اعمال شبانہ روزی سے ایک عمل قرار دیتے ہیں + ہم امید کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کی یہ جدید شریعت علماء سے کوئی موزون خطاب انھیں دلادیگی۔ کیا مولویصاحب آپ بتا سکتے ہیں کہ حج رات اور دن کے ۲۴ گھنٹوں میں کتنی دفعہ فرض ہے۔ شاید حج اور نماز میں کوئی تمیز مولویصاحب کو نہیں یا روزانہ اعمال و عبادات پر اطلاع نہیں ورنہ اس قسم کی شرمناک غلطی کا ظہور ہاں دعوی مولویت و محدثیت پر کیوں ہوتی مولویصاحب کو شاید اتنا بھی معلوم نہیں کہ حج ساری عمر میں ایکبار فرض ہے بہرحال اس نکتہ لطیفہ کی شرح مولویصاحب خود ہی کریں گے کہ حج بھی اعمال شبانہ روزہ سے ہے اس سے غرض مولویصاحب کی تو یہ الزام قائم کرنا تھا کہ حضرت حجۃ اللہ باوجود مستطیع ہونے کے حج نہیں کرتے چنانچہ آگے چلکر خود ہی اس کارڈ میں یہ جملہ بھی لکھا ہے "اور باتوں کو رہنے دو صرف یہی بتاؤ کہ پراُفٹ حج کیوں نہیں کرتا۔ اگر اسکو فرض جانتا ہے خوف قتل ہے تو بشارت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ کس دن کے لیے ہے؟"

اس فقرہ سے کم از کم اتنا تو پایا جاتا ہے کہ شیخ بٹالوی کو اپنے سیاہ جھوٹ پر کچھ شرم آئی ہے ورنہ بات کیا ہے کہ ایکطرف اباحت کی تعلیم قرار دیکر اور نماز روزہ کو چھڑا دینے والی تعلیم ٹھیرا کر پھر حج نہ کرنے پر اعتراض کرتا ہے۔

بہرحال ہم اسی ایک فقرہ کا جواب دیدیتے ہیں جو شیخصاحب کی تسلی کا موجب ہو جائے گا۔

شیخصاحب! ہمکو آپ کی علمی پردہ دری پر بار بار افسوس ہوتا ہے اور شاید آپ خوش ہوتے ہوں گے کہ آپ کے شیخ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کا وہ الہام یا کشف پورا ہوتا کہ [illegible]

+ واہ مولویصاحب! خوب تصحیح کی ہے۔ ایڈیٹر * اس قسم کی ترمیم ایک مولوی اور عالم کے اتقا کے خلاف ہی بیہ سیکڑپن ہی۔ ایڈیٹر۔

جو اسطرح پر ہے می بینم کہ محمد حسین
پیراہنے کلان پوشیدہ است
لاکن پارہ پارہ شدہ است

جس کی تعبیر بھی خود انھوں نے ہی کی تھی کہ آں پیراہن علم ست کہ پارہ پارہ خواہد شد۔ آپ مولوی ہیں مفتی ہیں تفسیر القرآن لکھنے کے مدعی یا مشتہر ہیں آپ کی شریعت دانی کو کیا ہوگیا؟ تعجب کی بات ہے کہ آپ کی ساری عمر اسی کش مکش میں گذری کہ اور نہیں تو کسیکو کافر ہی بنائیں + اشاعۃ السنۃ کو ۱۸۶۸ء سے شائع کرنے کا دعوی مگر اسقدر صاف اور سہل مسئلہ حج کا جو قرآن شریف حدیث اور فقہ کی عام کتابوں اور مسجد کے معمولی ملانوں تک کو بھی معلوم ہے آپکو معلوم نہیں ہوا - دہلی میں ۱۲ برس رہ کر بھاڑ جھونکتے رہے شاید ایسے ہی موقع پر بولا کرتے ہیں + مولوی صاحب حج کا مانع صرف زاد راہ نہیں اور مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ خدا تعالی نے خود بطور کلام کلی کے بیان فرمایا ہے اگر مانع حج صرف زاد راہ ہی ہوتا اور امور مثل صحت کی حالت کا عمدہ ہونا یا راہ یا مکہ میں خود امن کیصورت کا ہونا یا اور کسی قسم کے عذر جو عند اللہ جائز ہوں اسمیں داخل نہ ہوتے تو بطور کلام کلی کے نہ بیان فرمایا ہوتا۔

ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کے علم و قرآن دانی کو کیا ہوا - بجز اس کے کہ یہ کہیں کہ اولیاء الرحمن کی مخالفت میں اسی طرح علم سلب ہوجایا کرتا ہے۔

مولوی صاحب! آپکو ہمارے سید و مولا حضرت مسیح موعود کے حج کی اتنی فکر کیوں پڑی ہوئی ہے؟ آپ نے کبھی اپنے شیخ مولوی عبد الحق غزنوی کا تو اس الزام سے تبریہ کیا ہوتا صدیق حسن خان نے بھی انپر اعتراض کیا تھا کہ وہ حج کیوں نہیں کرتے انکو پاس روپیہ بھی پڑے ہیں اور آرام سے زندگی بسر کرتے تھے اور کوئی مانع بھی بظاہر انکو نہ تھا انھوں نے کیوں حج نہ کیا؟ کیا سلطان روم جنکو آپ خلیفۃ المسلمین مانتے ہیں اُسنے حج کیا ہے حالانکہ انکو تو بڑی آسانی اور سہولت ہے انکو آپنے کتنی مرتبہ نصیحت کی اور حج کرنیکی ترغیب دی؟ اور کتنی مرتبہ کفر کا فتویٰ دیا - حالانکہ آپنے اسی رسالہ اشاعۃ میں ترکی کے اعیان سلطنت کے افراد میں خلافت شریعت کارروائی کا ارتکاب بھی تسلیم کیا ہے جسپر ہم پھر لکھیں گے - اور نہیں تو امیر کابل سے ہی کہا ہوتا جہاں آپکو باریابی کا موقع ملا تھا اور کچھ نقد بھی بطور زاد راہ ملگیا تھا - اس زاد راہ کے ملنے کی وجہ سے ہی توجہ کی نصیحت شاید آپنے .... نہیں کی اور خاموش رہے مگر آپکو شاید معلوم نہیں نہیں یقیناً معلوم نہیں مامور من اللہ اللہ تعالی کے احکام کے نیچے چلتے ہیں مواضع فتن سے بچنا سنت انبیاء علیہم السلام ہے اور لا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ ارشاد قرآنی ہے پھر ایک مامور من اللہ قرآن کریم کا سچا متبع اور زندہ نمونہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مردہ کا احیا کرنیوالا کب اپنے نفس کو فتن میں اپنے آپکو ڈال سکتا ہے؟ ہاں آپ خلاف قرآن و سنت کرنے کے عادی ہوں تو یہ امر دیگر ہے - جیسا کہ تجربہ نے بتایا ہے کہ قرآن شریف نے جو خدا تعالی کا قول ہے حضرت مسیح کو مُردوں میں داخل کیا جب اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ اور فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کہا نبی کریم صلعم نے معراج کی رات انکو مردوں میں دیکھکر خدا تعالی کے اس قول کی تصدیق کی مگر آپ ہیں کہ خلاف قرآن و سنت انکو حی لا یموت بنا رہے ہیں۔ آپ خیال کر کے شاید حضرت حجۃ اللہ کی نسبت بھی آپنے یہی سوچا ہوگا - مگر یہ لوگ جنکا قول و فعل ہر حرکت و سکون اذن الہی کے ماتحت ہو وہ خلاف قرآن و سنت کیونکر کر سکتے ہیں؟ اسلیے جبتک اذن الہی نہ ہو یہ ضروری ہوتا ہے کہ ان حفیظوں سے کام لیا جاوے + مگر بروقت ورود حکم الہی ان عذرات اور احتیاطوں کی پرواہ نہیں کیجاتی۔ پس اسوقت حج کے لیے قدم اُٹھانا لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ کے خلاف کرنا ہوگا ہوتا ہے - حالانکہ حج مشروط بشرائط ہے اس کے علاوہ ہم مولوی صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ ساری عمر آپ کی حدیث کی ورق گردانی میں گذری مگر گاڈما پیر شد گوسالہ نشد کا مضمون ہوگیا۔

آپ یہ تو بتائیں کہ احادیث میں مسیح موعود کا کیا کام لکھا ہے کیا جب وہ ظاہر ہوگا تو اسکا اول غرض یہی ہوگا کہ وہ حج کرے یا مسلمانوں کو دجال کے خطرناک فتنہ سے بچائے اور بیت اللہ کی عظمت کو قائم کرے اور کاش آپکو کم از کم مسیح موعود کے ظہور کی حدیث یَقْتُلُ الْخِنْزِیْرَ وَیَکْسِرُ الصَّلِیْبَ ہی یاد ہوتی - اگر کوئی ایسی حدیث یا آیت آپکو معلوم ہے جس میں مسیح موعود کا یہ کام لکھا ہوا ہے کہ وہ آتے ہی حج کو جائیگا تو اُسے آپ پیش کریں اور اگر مسیح کا پہلا کام اور اسکی بعثت کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ قتل دجال کرے اور صلیب کو توڑے اور خنزیروں کو قتل کرے جس سے مراد اہلاک ملل باطلہ بذریعہ حج و آیات بینہ ہے تو پھر وہی کام پہلے ہونا چاہیے اور ہم آپکو بشارت دیتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود حجت و براہین اور آیات بینات سے خنزیروں کے قتل اور صلیب کی شکست میں روز و شب مصروف ہیں۔

بہت سے سؤر مر چکے اور بعض سخت جان ابھی باقی ہیں اگر آپکو شک ہو تو آپ یہاں آکر دیکھ لیں کہ کیا مسیح موعود اپنے مفوضہ کام قتل خنزیر و شکست صلیب میں مصروف ہے یا نہیں؟ اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ مسیح کا پہلا کام حج کو جانا ہے تو ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہمارے سید و مولی امام زمان اس امر پر بیشک طیار ہیں کہ خواہ کوئی بھی عذر ہو وہ حج کو اپنا پہلا کام سمجھکر جانیکو طیار ہیں لیکن اگر مولوی صاحب بخاری و مسلم اور قرآن شریف سے مسیح موعود کا کام استیصال فتن دجالیہ ثابت ہو تو پھر آپ کو شرم کرنی چاہیے کہ ایسے بیہودہ اعتراض سے بجز اپنی پردہ دری کے اور کیا حاصل ہوا - سوروں کے قتل اور صلیب کی شکست سے پہلے کسی اور کام کی طرف توجہ کرنا مسیح موعود کی شان ہی کے خلاف ہے - مسیح موعود کا حج اُسوقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا + اسوقت دجال بیت اللہ کے گرد اپنی فاسد نیت سے چور کی طرح طواف کرتا ہے اور مسیح موعود بیت اللہ کی حفاظت کے لیے طواف کر رہا ہے پس مسیح موعود تو ہر وقت طواف میں مصروف ہے مسیح موعود یہ چاہتا ہے کہ بیت اللہ کو قائم کرے اور اسکی عظمت کی جابجا ... میں مصروف ہے اور آپ ہیں کہ اسیکو کام سے ہٹا کر یہ چاہتے ہیں کہ بیت اللہ کی یاترا ہے مگر مسیح موعود حج ضرور کرے + مولوی صاحب آپ کے لیے اس قسم کے اعتراض سخت شرم دلانے والے ہیں۔ حج کے متعلق غالباً آپ کے سوال کا جواب ہوچکا اب صرف آپکا یہ مغالطہ باقی ہے کہ اگر خوف قتل ہے تو بشارت وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اِنّی معصوم

کسدن کے لیے ہے؟

مولویصاحب؟ آپکی قرآن فہمی اور علمی قابلیت پر اس قسم کے اعتراض نے پانی پھیر دیا ہے اس سے بہتر تھا کہ آپ خاموش رہتے تا کہ زمانہ پر کسطرح آپکی پردہ دری نہ ہوتی۔ کیا آپکو معلوم نہیں کہ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہی ملی تھی؟ پھر اے نادان مولوی اتنا تو بتا کہ آپ ایک چھوڑ دو زرہیں کیوں پہنا کرتے تھے۔ اور بدر کی جنگ میں نہایت اضطراب کے ساتھ کیوں دعا کرتے تھے جبکہ فتح کا وعدہ تھا فتح مکہ میں دس ہزار آدمیوں کو لے کر کیوں آئے تھے؟ کیا وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت نہ تھی؟ صادق کی مخالفت انسان کو فی الحقیقۃ اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے جو دیکھتا ہوا نہیں دیکھتا اور سنتا ہوا نہیں سنتا۔ اصل بات یہ ہے کہ مولوی صاحب سنتہ الانبیا علیہم السلام سے محض ناواقف اور نابلد ہیں۔ انبیا علیہم السلام خدا کے وعدوں پر کامل یقین رکھتے ہیں مگر وہ ان وعدوں کو کبھی اللہ تعالیٰ کے امتحان کے رنگ میں نہیں لانا چاہتے۔ یعنی کبھی خدا تعالے کا امتحان نہیں کرنا چاہتے وہ عظمت الٰہی اور ادب کے خلاف سمجھتے ہیں جو ایسی دلیری اور جرأت کریں۔ خدا کا امتحان کرنا شریروں اور بیباکوں کا کام ہے یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ خدا کے اس وعدہ پر ایمان رکھکر ایک پتھر سر پر ماریں اور دیکھیں مرتے ہیں یا نہیں؟ حضرت مسیح کو شیطان نے ایک دھوکا دینا چاہا کہ پہاڑ پر سے گر پڑ۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو ہلاک نہ ہوگا مسیح نے اُس شیطان کو یہی جواب دیا کہ لکھا ہے کہ تو اپنے خدا کو مت آزما اسپر شیطان خاموش ہو گیا مگر ہم نہیں کہہ سکتے کہ آپ ہمارے اس جواب پر کیا لکھیں۔ مسیح کے اس واقعہ سے اتنا پایا جاتا ہے کہ شیطان بھی اتنا علم رکھتا تھا کہ خدا کی آزمایش نہیں کرنی چاہیے مگر آپکو اتنا علم بھی نہیں۔

ہاں آپکے اس سوال سے حضرت مسیح موعود کی مماثلت خوب ثابت ہوتی ہے شیطان نے حضرت مسیح کو گویا یہ تعلیم دینی چاہی تھی کہ تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ۔ اور یہاں آپنے۔ فرق اتنا ہے کہ وہاں شیطان بالمقابل تھا اور یہاں ایک مخالف

مولوی۔

پس آپکو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ اولیاء الرحمن کبھی خدا کا امتحان نہیں کرتے۔ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت جو خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کو مل چکی ہے یہ صحیح ثابت ہو چکی ہے اور ہمیشہ صحیح رہیگی۔ اس قسم کے وعدوں کا ظہور اُسوقت ہوتا ہے جب شریر اور خبیث مخالف صادق کی ہلاکت اور ذلت کے منصوبے کریں اور وہ اپنے زعم میں کامیاب ہونیکے قریب ہوں۔ اور عام لوگ بھی سمجھ لگیں کہ ہاں اب یہ مارا جاویگا اُسوقت خدا تعالیٰ اپنا کرشمہ دکھاتا ہے اور اپنی حفاظت کی شان نمودار کرتا ہے اور لوگ دیکھ لیتے ہیں کہ اس کے وعدے سچے ہیں حضرت مسیح موعود کی زندگی میں یہ بشارت کئی دفعہ . . کرشمہ دکھا چکی ہے۔ کیا آپکو معلوم نہیں جب عیسائیوں کے مقدمہ میں آپ بھی ایک لمبا چوغا جبہ پہنکر مسٹر ڈگلس کے حضور بمقام بٹالہ عیسائیوں کی گواہی دینے آئے تھے اور مسٹر ڈگلس نے آپ کی طلب کرسی پر آپسے کچھ خطاب بھی کیا تھا اس مقدمہ میں آپنے اور آپکے دوست عیسائیوں آریوں اور مخالف مسلمانوں نے یقین کر لیا تھا کہ خدا کا صادق برگزیدہ اب نہ بچیگا اُسوقت قبل از وقت ابراء کی خبر دینے والا وہی خدا تھا جس نے وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت دی ہوئی تھی۔ یہ بشارت مولویصاحب! اُسدن کے لیے تھی جب اہلحدیث کا ایڈوکیٹ کرسی مانگ کر حیران ہوا تھا اور وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی بشارت والا کرسی پر بیٹھا تھا اور جانستان مقدمہ سے صاف بری ہوا تھا۔ کیا آپ اُسوقت ناس میں داخل نہ تھے؟ کیا وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کا نظارہ آپنے نہیں دیکھا تھا کہ کسطرح خدا نے بچایا؟ اور نہیں تو اِنِّیۡ مُہِیۡنٌ مَّنۡ اَرَادَ اِہَانَتَکَ کا نظارہ بھی تو آپنے دیکھا تھا شاید اس نظارہ کو یاد کرکے وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ یاد آجاوے۔ پھر یہ بشارت اسدن کیلیے تھی جب مسٹر ڈوئی کے سامنے اُسکے دشمن نامراد و ناکام ہوے؟ آپ بیان سے کہیں کہ کیا آپکی اور آپکے دوست محمد بخش متوفی ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ اور اسکے رفقا کی یہی مراد اور غرض تھی جو مسٹر ڈوئی کے سامنے پوری ہوئی؟ جب خدا کا برگزیدہ مسیح اپنے مخالفوں کو ان کے ارادوں میں نامراد کرکے کامیابی کے ساتھ واپس پھرا۔ پھر مولویصاحب یہ بشارت اُسدن کے لیے تھی جب ٹیکس کے مقدمہ میں شریر النفس لوگوں نے مالی نقصان پہونچانا چاہا۔ اُسوقت خدا تعالیٰ نے اُنسے بچاکر دکھا دیا کہ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ سچا وعدہ ہے۔ اسپر بھی آپ حیرانی سے پوچھتے ہیں کہ یہ بشارت کسدن کے لیے ہے؟ مسیح موعود کی زندگی میں ہر روز ہر آن ہم اس بشارت کی صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اس کے خلاف منصوبے کیے جاتے ہیں طرح طرح میں جھوٹی مخبریاں تحریروں کے ذریعہ کرنے والوں میں خود آپنے بڑا حصہ لیا۔ قتل کے فتوے آپکے بعض بزرگ مولویوں نے دیے۔ اور ہر قسم کی ایذا رسانی اور تکلیف دہی کی سعی اور کوشش کی۔ پھر اسکا ان سارے منصوبوں کی شرارت سے محفوظ رہنا ان قتل کے فتووں کے اثر سے بچنا۔ عادل گورنمنٹ کا بکلی نسبت بدظن نہ ہونا کیا یہ وَاللّٰہُ یَعۡصِمُکَ مِنَ النَّاسِ کی تصدیق کے لیے کافی نہیں؟ غذ کرد۔ حضرت محمد اللہ کمج اور واللہ یعصمک الخ پر جو آپکا اعتراض تھا اسکا جواب کافی ہو چکا۔ اب آپکی صرف تعلی اور تکبر اور شیخی کا مختصر جواب عرض کرکے اس تحریر کو ختم کر دیا جاتا ہے آپنے حسب معمول بڑی تعلی اور تکبر سے کام لیا ہے کہ اگر کوئی مرد میدان میں نکلے تو سنبھلکر قدم رکھے اور کوئی ہاتھ بڑھا دے تو پہلے اس شعر کو خیال میں لاوے ؎ ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ؛ ساعد سیمین خود را رنجہ کرد،، یہ تو آپکو چاہیے تھا کہ شکست پر شکست آپکو ملی مگر آپ ایسے سخت جان ہیں کہ پھر کہتے جاتے ہیں ہاں ابکے تو مار ہم تو آپکو مخاطب بھی کرنا نہیں چاہتے تھے اسلیے کہ آپکی علمی پردہ دری ہو چکی۔ تو ہم پر آپکا کوئی اثر نہیں رہا۔ جبکہ ہزاروں انسان اس سلسلہ عالیہ میں داخل ہو رہے ہیں خدا کا صادق مسیح اپنی رسالت میں کامیاب ہو گیا اب اپنی راہ کو خس و خاشاک پر کیا نظر! آپ ہی جو ہمسے الجھتے ہیں اور اسکا نتیجہ بجز آپ کی مزید پردہ دری کے اور کیا ہوگا۔ اور ہمکو جو آپنے یہ دھمکی دی ہے کہ تمہاری خیر اسمیں ہے کہ اشاعۃ السنہ سے نہ الجھو'' اس گیدڑ بھبکی کا ہمپر کوئی اثر نہیں ہو سکتا آپ متانت اور معقولیت سے کوئی امر پیش کرینگے تو بیشک مغالطہ سے نجات دینے کے واسطے ہم پھر قلم اُٹھاوینگے لیکن اگر آپ گالیوں اور دریدہ دہنی سے کام لیں گے تو ہم اِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا پر عمل کرینگے مولویصاحب! آپکو معلوم نہیں کہ یہ سلسلہ کس زور سے ترقی کر رہا ہے اور زمین کے کناروں تک کسطرح خدا کے برگزیدہ امام کی تبلیغ پہنچ رہی ہے ستر ہزار سے زیادہ لوگ اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں الخ اور ہوتے جاتے ہیں۔ اب آپکی بیہودہ افترا اور جھوٹی لاف زنی کچھ نہیں کر سکتی ہے آپکے مقدر میں

۴ شرم آتی ہوگی جب آپ اشاعۃ السنہ کا یہ دعویٰ کبھی پڑھتے ہوں گے کہ ہم ہی نے اسکو اونچا کیا تھا اور ہم اسکو گرائیں گے کیا آپکو معلوم نہیں ہوا۔ کہ کسکو کسنے اونچا کیا؟ اور کسکو کس نے گرایا؟ ان لاف زنیوں سے باز آجاؤ ورنہ دنیا پر اب ان کا کچھ اثر نہیں۔ کاش خدا تعالیٰ مولویصاحب کو اتنی سمجھ دے کہ وہ خود آکر اس سلسلہ کی کامیابیوں کو مشاہدہ کریں۔ اور پھر سچی اور عینی شہادت پیش کرنے کی توفیق انہیں ملے جیسے براہین احمدیہ پر ریویو کرتے وقت انہیں ملی تھی۔ الایڈیٹر

بیعت کا کالم

میان محمد دین صاحب اوراہم شاہ پور بہرہ
میان فضل شاہ صاحب گورداسپور
میان عبد الرحمن صاحب فیض اللہ چک ״
میان عبد العزیز صاحب ״ ״ ״
میان مہر دین صاحب دائی والہ سیالکوٹ ضلع
میان محمد شاہ صاحب قادیان
غلام فاطمہ مبارک زوجہ سردار خان کپورتھلہ
غلام فاطمہ فضل زوجہ ״ ״
میان رحمت اللہ صاحب ״ ״
میان خورشید صاحب ״ ״
میان سعید صاحب ״ ״
میان قاضی شیخ احمد ملازم اصطبل ״ ״
میرزا تقی بیگ صاحب سامانہ ریاست پٹیالہ
میرزا محمد یوسف بیگ صاحب ״ ״ ״
میان فضلدین صاحب و میان امیر الدین صاحب
اللہ جوایہ خوشاب
میان علی گوہر صاحب دکیسی نیٹو اسسٹنٹ
مہر ہٹے لائن۔
میان محمود علی شاہ صاحب علیا شاہ بام کلیہ
انبالہ - روپڑ
میان رحمت اللہ ضیاء صاحب امرتسر کوچہ
گگے زیان
میان فضل محمد صاحب ہرسیان گورداسپور
تحصیل بٹالہ
چوہدری عطاء اللہ خانصاحب ذیلدار بہلول پور
ضلع سیالکوٹ و چودھری عبد اللہ خانصاحب
نمبردار چک نمبر ۱۲۷ لائل پور و اہلیہ چودھری
عبد اللہ خانصاحب نمبردار
والدہ میان عبد اللہ خانصاحب بہلول
پوری چک ۱۲۷ لائل پور
میان چودھری کھیڑا صاحب کاہلون لائل پور
میان علی گوہر صاحب ״ ״
میان حشمت خانصاحب ״ ״
میان غلام حسین صاحب ״ ״
میان مظفر علی صاحب امرتسر
میان محمد ابراہیم صاحب شادیوال گجرات

میان حسن محمد صاحب فتح پور ضلع گجرات
میان دولت علی صاحب پنڈ عزیز ״ کھاریان
میان نبی بخش صاحب ننگل کوٹلی ضلع گورداسپور
بابو نور الدین صاحب پوسٹماسٹر دھرم کوٹ۔ بٹالہ
میان محمد دین صاحب راولپنڈی
میان عبد الرحمن صاحب ״
میان محمد ابراہیم برادر زادہ ״
میان محمد اسمٰعیل برادر زادہ ״
میان غلام قادر صاحب قادر آباد امرتسر
میان سید امام شاہ صاحب تتو سیالکوٹ پسرور
میان رلدو منشی صاحب مانگہ ״ حضروال
میان جیوا صاحب اصل متوطن لکھنی کلان
چک ۲۱ بنگلہ کہدروالہ جھنگ ڈاکخانہ چک ۲۰۲
میان حبیب اللہ صاحب راولپنڈی پختہ تالاب
اہلیہ میان حبیب اللہ صاحب ״ ״
میان فضل الہی صاحب ״ ״
دختر ״ ״ ״
میان قائم الدین صاحب جہلم مارکیٹ قصابان
سید مقبول شاہ صاحب سہنان گجرات کھاریان
سید نبی شاہ صاحب بہلہ ״ ״
میان محمود صاحب گلیانہ ״ ״
میان جمال الدین سیکھوان بٹالہ
میان محبوب عالم لاہور اکبری منڈی
میرزا محمد احسن صاحب از قادیان
شیخ غازی احمد صاحب الہ آباد
زوجہ شیخ غازی احمد صاحب مذکور ״
بی بی احمدی زوجہ ولی محمد ״ ״
میان احمد خان ״ ״
والدہ ولی محمد ״ ״
بی بی نہمین زوجہ عبد الغفور ״ ״
بی بی محمودہ بیگم ״ ״ ״
زوجہ قیوم علی صاحب ״ ״ ״
بی بی نصیبن دختر شیخ کلن ״ ״ ״
بی بی امیراً ״

اطلاع

ہمارے مکرم مخدوم حکیم فضلدین صاحب چاہتے ہین کہ ہم مندرجہ ذیل اطلاع ان کی طرف سے الحکم مین چھاپ دین

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب حکیم الامت کے نام جسقدر خطوط بیمارون کے آتے ہین مجھے عموماً انکا جواب حکیم الامت کے ایما اور مشورے سے کثرت کے ساتھ لکھنے کا اتفاق ہوتا ہے اور مجھے تجربہ ہوا ہے کہ نمین ۷۰ فیصدی سے زیادہ خطوط اس قسم کے ہوتے ہین کہ راقم خط یا تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسکو دوا قیمتاً بذریعہ وی پی بھیجی جاوے یا یہ شکایت ہوتی ہے کہ جہان وہ رہتا ہے وہ ایک گاؤن ہے۔ جہان دوائی مل نہین سکتی یا اگر انگریزی دوائی نسخہ مین ہے تو وہ میسر نہین آتی غرض اس قسم کے مشکلات اُنکے خطوط مین ہوتے ہین حضرت حکیم الامت قیمتاً دوائی نہین دیتے بلکہ ہمیشہ سے فی سبیل اللہ دیا کرتے ہین اس لئے اگر کوئی دوائی نہو تو صرف نسخہ لکھکر بھیجدیتے ہین جو مندرجہ بالا مشکلات کے پیش آنیکی وجہ سے بیمار اس سے فائدہ نہین اُٹھا سکتا بہر حال اس قسم کی تکلیف کا تجربہ مجھے ہوا ہے اس لئے مین نے پہلے بھی ایک مرتبہ ظاہر کیا تہا کہ ایسے لوگون کی مدد . . . کے لئے اس خدمت کو مین ذمہ لیتا ہون کہ جو لوگ اس قسم کے خطوط روانہ کرتے ہین وہ میرے نام بھیجدیا کرین مین حضرت حکیم الامت کے **مشورہ** سے انکے لئے دوائی طیار کر کے قیمتاً بھیجدیا کرونگا۔

خاکسار حکیم فضلدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

عدد التاریخ معروف زنبیل تاریخی

یہ نایاب کتاب فن تاریخ گوئی مین اپنا جواب نہیں رکھتی پہلے حصے مین جو پہلے چھپ چکا ہے فن تاریخ گوئی کے تمام اصول۔ قواعد اور گر معہ نادر تاریخی نقشون کے درج ہے قیمت ایک روپیہ دوسرا جو ابھی ابھی طیار ہوا ہے اس کی ضخامت ۳۴۰ صفحہ کا ہے کاغذ عمدہ قسم کا سفید لگایا گیا ہے چھپائی

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی مالک ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

الحکم نمبر ۱۳ جلد ۱۰
۱۷ اگست ۰۶
مرکب جوہر عشبہ
مغربی
ان امراض کا عروج بڑے شدومد سے سلطنت جسم مین
تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے غروب کرنیکا آلا اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر
عشبہ ہے جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہنچکر خونکو ردی کر دے تو اسکو کوئی درست کر سکتا ہے
تو یہی جوہر عشبہ ہے۔ یہ مرض کو دور کرتا ہی نہین بلکہ عالم وجود کو کھوتا ہے۔ جوہر عشبہ انسان کے خونکو صاف کرنیکیلئے
مسلم حکماء سلف وخلف کا نسخہ ہے۔ اسکے پینے والے کا خون گندہ نہین ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسکو محافظ صحت
کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر پیغمبر علوم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون دور کرنیکا قرار دیا ہے یہ
جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خونکو تباہ کر کے گوناگون رنگون مین
ظاہر ہوتا ہو تو اس وقت بھی ایک فادزہر ہے جسکے استعمال سے وجع مفاصل۔ ترگی خارش پھوڑے
پھنسی۔ زخمون کا جلد اندمال کرتا ہے۔ خنازیر۔ ناسور۔ بھگندر۔ چنبل یا جب جسم سے چھلکے اترین۔ یا تبدیل موسم پر جسم پر جب
سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہو جاتے ہین۔ تو وہ یہ عرق ہے جو جوان عملہ ہتھیلی بیماریوں سے نجات دیتا ہے
سوزاک کے بعد جو ہاتھ اور پاؤن کے تلوون مین جلن رہتی ہون۔ ہڈیان درد کرتی ہون۔ ریح کا درد۔ عرق النسا اور عورتون
کے رحم کے بگاڑ اور تلون کے درد وغیرہ کو بھی دور کرتا ہے
شیشی کلان ۱۲ شیشی خورد ۱۲ محصول ۸
پتہ
زبدۃ الحکما حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی
دروازہ اعوان منزل
صدق اللہ العلام
فیا اوحی الی الامام
علیہ الصلوۃ والسلام حیث
قال انہ اوی القریۃ لولا الاکرام
لہلک المقام
طاعون عذاب الٰہی ہے
(جو خدا تعالیٰ کے مرسل کی تکذیب وانکار کے باعث)
(نمودار ہوتا ہے)
روغن نوری۔ یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون وہیضہ
سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے۔ جو سعید لوگ حفظ ما تقدم استعمال
کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہٖ تعالےٰ مبتلائے طاعون وہیضہ
نہونگے کیونکہ اجرام وبائیہ ان کے بدن مین داخل ہوتے ہی ہلاک
ہو جاینگے۔ اگر مبتلائے مرض کو دین تب بھی اس سے بطور بفضلہ تعالیٰ
شفایاب ہو
علاوہ ازین اس کے
استعمال سے۔ تپ محرقہ
کالی کھانسی۔ تلی۔ قے۔ اسہال۔
پیچس (مروڑ خون معا آنون کا آنا) خارشی بیماری۔ سوزش سینہ تقصیر
ہضم۔ چیچک۔ نفث الدم۔ دانتوں کی سل درد گوش یعنی درد کان
ناسور۔ خنازیر۔ زخم آتشک۔ بھگندر۔ پھوڑے پھنسیان۔ بواسیر کے زخم
زہر بچھو زہر زنبور وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالیٰ دور ہوتے ہین
ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی۔ قیمت فی شیشی ۲ جوہر آملہ
سار مرکب مقوی معدہ ومشتہی دماغ ومصفی خون دافع خارش
وپھوڑے پھنسی وجع المفاصل ودرد وریاح وغیرہ قیمت فی شیشی
کشتہ سیم یک آتشہ مقوی دماغ واعصاب قیمت فی چوگی ۲ گنگلہ
سیماب مصلح شیر ومصفے خون قیمت ۲ محصول ذمہ خریدار
المشتہر
حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور

ایک آسان رعایت سے ضرور فائدہ اٹھائیں

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکرے مین ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف چار روپے لیجاوے گی اور جو کتابین مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جنکی فہرست ذیل مین درج ہے وہ پُرانے خریدارون کو نصف قیمت پر اس عرصے مین دیجاوینگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اُٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ۔

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول ۱۲ر رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء ۱۲ر۔ الانذار ۴ر + حضرت اقدس کی تقریر ۲ر + حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۴ر + اصلاح النظر ۴ر + سراج عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲ر + برہان الحق ۳ر + سلک مروارید ۴ر

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان [illegible] الرحمان

کلمات طیبات

حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

(سلسلہ کے لیے دیکھو گذشتہ اشاعت)

قرآن شریف نے جھوٹھ کو بھی ایک نجاست اور رجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور۔ دیکھو یہاں جھوٹھ کو بُت کے مقابل رکھا ہے۔ اور حقیقت میں جھوٹھ بھی ایک بُت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بُت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسیطرح جھوٹھ کے نیچے بجز ملمع سازی کے اور کچھہ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹھ بولنے والوں کا اعتبار یہانتک کم ہوجاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھہ جھوٹھ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹھ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹھ کم ہوجاوے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا مدۃ تک ریاضت کریں تب جاکر سچ بولنے کی عادت انکو ہوگی۔ اسیطرح پر اور قسم قسم کی بدکاریاں اور شرارتیں ہو رہی ہیں غرض دنیا میں گناہ کے سیلاب کا طوفان آیا ہوا ہے اور اس دریا کا گویا بند ٹوٹ گیا ہے۔ اب سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ گناہ جو کیڑوں کی طرح چل رہے ہیں کوئی ایسی صورۃ بھی ہے کہ جس سے یہ بلا دور ہوجائے اور دنیا جو خباثت اور گناہ کے زہر اور لعنت سے بھر گئی ہے کسی طرح پر صاف ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اس سوال کو قریبًا تمام مذہبوں اور ملتوں نے محسوس کیا ہے۔ اور اپنی اپنی جگہ پر وہ کوئی نہ کوئی علاج بھی گناہ کا بتاتے ہیں مگر تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس زہر کا تریاق کسی کے پاس نہیں ان کے علاج استعمال کرکے مرض بڑھا ہے گھٹا نہیں

مثال کیطور پر ہم **عیسائی مذہب** کا نام لیتے ہیں اس مذہب نے گناہ کا علاج مسیح کے خون پر ایمان لانا رکھا ہے۔ کہ مسیح ہمارے بدلے یہودیوں کے ہاتھوں صلیب لٹکایا جاکر جو ملعون ہوچکا ہے اسکی لعنۃ نے ہمکو برکت دی۔ یہ عجیب فلاسفی ہے جو کسی زمانہ اور عمر میں سمجھی نہیں جاسکتی لعنۃ برکت کا موجب کیونکر ہو سکتی ہے اور ایک کی موت دوسرے کی زندگی کا ذریعہ کیونکر ٹھیرتی ہے؟ ہم عیسائیوں کے اس طریق علاج کو عقلی دلائل کے معیار پر بھی پرکھنے کی ضرورت نہ سمجھتے اگر کم از کم عیسائی دنیا میں یہ نظر آتا کہ وہاں گناہ نہیں ہے۔ لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہاں حیوانوں سے بھی بڑھ کر ذلیل زندگی بسر کی جاتی ہے تو ہمکو اس طریق انسداد گناہ پر اور بھی حیرت ہوتی ہے اور کہنا پڑتا ہے کہ اس سے بہتر تھا کہ یہ کفارہ نہ ہوا ہوتا جس نے اباحت کا دریا چلا دیا۔

اور پھر اسکو معافی گناہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اسی طرح پر دوسرے لوگوں نے جو طریق نجات کے ایجاد کیے ہیں وہ اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے گناہ کی زندگی پر کبھی موت وارد ہوتی ہو۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ شریر اور خطا کار قومیں معجزات دیکھکر پیشگوئیاں دیکھکر باز نہیں آئے۔ حضرت موسیٰ کے معجزات کیا کم تھے؟ کیا بنی اسرائیل نے کھلے کھلے نشان نہ دیکھے تھے مگر بتاؤ کہ ان میں وہ تقویٰ وہ خدا ترسی اور نیکی جو حضرت موسیٰ چاہتے تھے کامل طور پر پیدا ہوئی آخر ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کے مصداق وہ قوم ہوگئی۔ پھر حضرت مسیح کے معجزات دیکھنے والے لوگوں کو دیکھو کہ ان میں کہانتک نیکی اور پرہیزگاری اور وفاداری کے اصولوں کی رعایت تھی۔ انہیں سے ہی ایک اٹھا اور اے ربی تجھپر سلام کہتے ہوئے پکڑوا دیا اور دوسرے نے سامنے

لعنۃ کی ان ساری باتوں کو دیکھکر پھر سوال ہوتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے جو انسان کو واقعی گناہ سے روک سکتی ہے؟ میرے نزدیک خداتعالیٰ کا خوف اور خشیت ایسی چیز ہے جو انسان کی گناہ کی زندگی پر موت وارد کرتی ہے۔ جب سچا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے تو پھر دعا کے لیے تحریک ہوتی ہے اور دعا وہ چیز ہے جو انسان کی کمزوریوں کا جبر نقصان کرتی ہے۔ اس لیے دعا کرنی چاہیے۔ خداتعالےٰ کا وعدہ بھی ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ بعض وقت انسان کو ایک دھوکا لگتا ہے کہ وہ عرصہ دراز تک ایک مطلب کیلیے دعا کرتا ہے اور وہ مطلب پورا نہیں ہوتا تب وہ گھبرا جاتا ہے حالانکہ گھبرانا نہ چاہیے بلکہ طالبگار باید صبور و حمول۔ دعا تو قبول ہوجاتی ہے لیکن انسان کو بعض دفعہ پتہ نہیں لگتا کیونکہ وہ اپنے دعا کے انجام اور نتائج سے آگاہ نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے اسکے لیے وہ کرتا ہے جو مفید ہوتا ہے اسلیے نادان انسان یہ خیال کرلیتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے علم میں یہی مفید تھا کہ وہ دعا اسطرح پر قبول نہ ہو بلکہ کسی اور رنگ میں ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بچہ اپنی ماں سے آگ کا سرخ انگارہ دیکھکر مانگے۔ تو کیا دانشمند ماں اُسے دیدے گی؟ کبھی نہیں اسیطرح پر دعا کے متعلق کبھی ہوتا ہے۔ غرض دعائیں کرنے سے کبھی تھکنا نہیں چاہیے۔ دعا ہی ایسی چیز ہے جو خداتعالیٰ کیطرف سے ایک قوت اور نور عطا کرتی ہے جس سے انسان بدی پر غالب آجاتا ہے۔

مجھے بارہا اس امر کا خیال آیا ہے کہ ہماری جماعت یہ افسوس نہیں کرسکتی کہ ہمیں خداتعالیٰ نے کچھہ نہیں دکھایا ہے بلکہ یہانتو اسقدر ثبوت اور نشان اسنے جمع کردیے ہیں کہ سلسلہ نبوت میں اسکی نظیریں بہت تھوڑی ملیں گی اللہ تعالےٰ نے کوئی پہلو ثبوت کا خالی

نہیں رکھا۔ نصوص قرآنیہ وحدیثیہ ہماری تائید کرتے ہیں اور عقل اور قانون قدرت ہمارے مؤید و معاون ہیں۔ آسمانی تائیدات اور شواہد ہمارے ساتھ ہیں پھر کسی پہلو میں کمی نہیں۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اپنی جماعت کی سہولت اور آسانی کیلئے تین قسم کی ترتیبیں اپنے دعاوی اور دلائل کے متعلق دوں اور پھر وہ ترتیب شدہ نقشہ چھاپ دیا جاوے۔ ایک نقشہ تو حروف تہجی کی ترتیب پر ان نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کا ہو جو ہمارے مؤید ہے۔ دوسرا نقشہ عقلی دلائل اور قانون قدرت کے شواہد کا ہو یہ بھی حروف تہجی کی ترتیب سے ہو ایسا ہی تیسرا نقشہ ان نشانات اور تائیدات سماویہ کا ہو جو ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیے تھے یا خدا تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ پر ظاہر کیے۔ مثلاً ان کی ترتیب یوں سمجھیے

الف

اس سے **اِبْرَاء** کا نشان لو یہ وہ نشان ہے جو مسٹر ڈگلس ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے سامنے پورا ہوا۔ امرت سر کے ایک پادری ڈاکٹر کلارک نے مجھ پر اقدام قتل کا مقدمہ بنایا تھا کہ عبد الحمید نام ایک شخص کو گویا میں نے اس کے قتل کے لیے بھیجا ہے۔ یہ مقدمہ مسٹر ڈگلس کے سامنے پیش ہوا۔ اور خدا تعالیٰ کے وعدہ اور پیشگوئی کے موافق مجھے بری کیا جیسا کہ پہلے الہام اِبْرَاء (بے قصور ٹھیرانا) ہو چکا تھا۔ جو لوگ اسوقت یہاں ہمارے پاس موجود تھے اور دوسرے مقامات کے لوگ بھی اس امر کے گواہ ہیں کیونکہ مولوی عبد الکریم صاحب کی عادت ہے کہ جب کوئی الہام وہ سنتے ہیں اسے فوراً بذریعہ خطوط پھیلا دیتے ہیں۔ اسطرح یہ الہامات جو اس مقدمہ کے نام و نشان سے بھی پہلے ہوئے تھے ہماری اپنی جماعت میں پورے طور پر اشاعت پا چکے تھے اور وہ سب لوگ جانتے ہیں کہ مقدمہ سے پہلے اِنْ ھٰذَا اِلَّا تَھْدِیْدُ الْحُکَّام اور **صادق آن باشد کہ ایام بلا** الخ وغیرہ الہام ہوئے تھے اور ان سب کے بعد اللہ تعالیٰ نے خبر دیدی تھی کہ **اِبْرَاء** (بے قصور ٹھیرانا)

ایک دانشمند اور سلیم الفطرۃ اس عظیم الشان نشان سے بہت بڑا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی عظمت دل میں نہ ہو تو اور بات ہے مگر خدا ترس اور متقی آدمی سمجھ لیتا ہے کہ یہ پیشگوئی اسطرز کی نہیں ہے جیسے رمال ہاتھ دیکھکر اناپ شناپ بتا دیتے ہیں یہ خدا کی باتیں ہیں۔ جو قبل از وقت ہزارہا انسانوں میں مشتہر ہوئیں اور آخر اسی طرح ہوا ورنہ کیا کسی کے خیال اور وہم میں یہ بات آسکتی تھی کہ مثل پورے طور پر مرتب ہو جاوے اور عبد الحمید اپنا اظہار بھی دے کہ ہاں مجھے بھیجا ہے۔ آخری وقت پر جو فیصلہ لکھنے کا وقت سمجھا جاتا ہے خدا تعالیٰ نے مسٹر ڈگلس کے دل میں القا کیا کہ یہ مقدمہ بناوٹی ہے اور اس کے دل کو غیر مطمئن کر دیا چنانچہ انہی کپتان لیمار چنڈ کو (جو ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس تھا) کہا کہ میرا دل اس سے تسلی نہیں پاتا بہتر ہے کہ تم اس مقدمہ کی تفتیش کرو۔ اور عبد الحمید سے اصل حالات معلوم کرو۔ چنانچہ جب کپتان لیمار چنڈ نے اس سے پوچھا تو اس نے پھر وہی پہلا بیان دیا مگر جب کپتان صاحب نے اسے کہا کہ تو سچ سچ بتا عبد الحمید رو پڑا اور اقرار کیا کہ مجھے تو سکھایا گیا تھا۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ انسان کا کام ہے کیا ہر روز یہ لوگ مقدمات میں اسی طرح کیا کرتے ہیں۔ واقعات پر فیصلے دیتے ہیں یا دل کی تسلیوں کو دیکھتے ہیں۔ نہیں یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کا کرشمہ تھا جو وہ وعدہ کر چکا تھا وہی ہونا تھا۔ بس **اِبْرَاء** کا نشان عظیم الشان نشان ہے جو الف کے مد میں ہے۔

اور پھر اسیطرح اس مد میں **اٰوٰی** کا نشان ہے جو خدا تعالیٰ نے قادیان کو طاعون کی افرا تفری سے محفوظ رکھنے کے متعلق دیا ہے **اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ**۔ ملک میں طاعون کثرت سے پڑا ہوا ہے۔ اور خدا تعالیٰ قادیان کے انتشار اور موت الکلاب سے محفوظ رہنے کی بشارت دیتا ہے۔ کہ اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے یعنی اس گاؤں پر خصوصیت سے فضل رہے گا۔ اٰوٰی کے اصل معنی یہ ہیں کہ اسے منتشر کیا جاوے اور جبکہ عام طور پر قانوناً یہ امر روا رکھا گیا ہے کہ کسی گاؤں کو جبراً باہر نکالا جاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ وہ افرا تفری اور موت الکلاب جو دوسرے شہروں میں پڑی ہے اس سے خدا تعالیٰ قادیان کو محفوظ رکھے یعنی یہاں طاعون جارف نہ ہوگی۔ پھر اسی طرح الف کے مد میں **اٰیۃ** کا نشان ہے۔ کتابوں اور اشتہاروں کو پڑھو تو صاف معلوم ہوگا کہ ہر ایک کی پیدائش سے پہلے ایک اشتہار دیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ لڑکا پیدا ہوگا چنانچہ ان اشتہاروں کے موافق یہ لڑکے پیدا ہوئے ہیں اور پھر یہاں تک کہ تعداد بھی بتا دی کہ چار لڑکے ہوں گے اور چوتھے لڑکے کی بابت یہ بھی اعلان کر دیا گیا تھا کہ عبد الحق نہ مرے گا جب تک چوتھا لڑکا پیدا ہونے کی خبر نہ سن لے ایسا ہی مولوی صاحب (مولوی نور الدین صاحب) کے بیٹے کی بابت جب سعد اللہ نے اعتراض کیا تو خدا تعالیٰ نے میری دعاؤں کے سبب مجھے بشارت دی کہ مولوی صاحب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا یہانتک کہ اسکے بدن پر پھوڑوں کے نشان کا بھی پتہ دیا گیا اور اسکا علاج بھی بتایا گیا۔ اب کیا اشتہار پہلے سے نہیں دیا گیا تھا؟ اب دیکھ لو کہ اس اشتہار کے موافق وہ بچہ **عبد الحی** نام مولوی صاحب کے گھر میں پیدا ہو گیا اور اسکے پھوڑوں کے نشانات بھی ہیں یہ وہی خصوصیتیں ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل کے وقت ہوا کرتی ہیں۔

پھر اسی کے ساتھ **اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ** کا نشان ہے۔ یہ بہت پرانا الہام ہے اور اسوقت کا ہے جبکہ میرے والد صاحب مرحوم کا انتقال ہوا۔ میں لاہور گیا ہوا تھا مرزا صاحب کی بیماری کی خبر جو مجھے لاہور پہنچی میں جمعہ کو یہاں آگیا تو درد گردہ کی شکایت

تھی پہلے بھی ہوا کرتا تھا اُسوقت تخفیف
تھی ۔ ہفتہ کے دن دوپہر کو حقہ پی رہے تھے
اور ایک خدمتگار پنکھا کر رہا تھا مجھے
کہا کہ اب آرام کا وقت ہے تم جا کر آرام
کرو میں چوبارہ میں چلا گیا ایک خدمتگار
جمال نام میرے پاؤں دبا رہا تھا تھوڑی
سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا وَ
السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ اور معًا اس کے
تفہیم ہوئی اب میں نہیں کہہ سکتا کہ لفظ
پہلے آئے یا تفہیم قسم ہے آسمان
کی اور قسم ہے اس حادثہ کی جو غروب
آفتاب کے بعد ہونیوالا ہے ۔ گویا
خدا تعالیٰ عزا پرسی کرتا ہے یہ ایک عجیب
بات ہے جسکو ہر ایک نہیں سمجھ سکتا
ایک مصیبت بھی آتی ہے اور خدا انکی
عزا پرسی بھی کرتا ہے چونکہ ایک نیا
عالم شروع ہونے والا تھا اسلیے
خدا تعالیٰ نے قسم کھائی مجھے یہ دیکھکر
خدا تعالیٰ کا عجیب احسان محسوس ہوا کہ
میرے والد صاحب کے حادثہ انتقال
کی وہ قسم کھاتا ہے اس الہام کے ساتھ
ہی پھر معاً میرے دل میں بشریت کے
تقاضے کے موافق یہ خیال گذرا اور میں
اسکو بھی خدا تعالیٰ ہی کیطرف سے سمجھتا
ہوں کہ چونکہ معاش کے بہت سے اسباب
انکی زندگی سے وابستہ تھے کچھ انعام
انھیں ملتا تھا اور کچھ اور مختلف صورتیں
آمدنی کی تھیں جن سے کوئی دو ہزار کے
قریب آمدنی ہوتی تھی ۔ میںنے سمجھا کہ اب
وہ چونکہ ضبط ہو جائیں گے اس لیے
ہمیں ابتلا آئے گا ۔ یہ خیال تکلف کیطور پر
نہیں بلکہ خدا ہی کیطرف سے میرے
دل میں گذرا اور اُس کے گذرنے کے ساتھ
ہی پھر یہ الہام ہوا اَلَیْسَ اللّٰہُ
بِکَافٍ عَبْدَہٗ یعنی کیا اللہ اپنے بندہ
کے لیے کافی نہیں ہے چنانچہ یہ الہام
مینے ملاوامل اور شرمپت کی معرفت
ایک انگشتری میں اُسی وقت لکھوا لیا تھا
جو حکیم محمد شریف کی معرفت امرتسر بنوائی
تھی ۔ اور وہ انگشتری میں کھدا ہوا
الہام موجود ہے ۔
اب دیکھلو کہ اُس وقت سے لیکر آجتک کیسا
تکفل کیا ۔ اگر کسیکو شک ہو تو ملاوامل اور
شرمپت سے پوچھ لے ۔ محمد شریف کی اولاد
موجود ہے شاید وہ مہرکن بھی موجود ہو ۔
تکفل بڑھتا گیا ہے یا نہیں جس جس قدر
ضرورتیں پیش آتی گئی ہیں خود اُس نے
اپنے وعدہ کے موافق تکفل کیا ہے اور کرتا
ہے ۔ اب بتاؤ کہ کیا یہ کوئی چھوٹا سا نشان
ہے اسطرح پر الف میں اور بہت سے نشان
آسکتے ہیں ٭
پھر اب (ب) کی مد میں دیکھو بشیر
ہے یہ لڑکا بشیر جواب موجود ہے اسکی
بابت پہلے اشتہار ہوا تھا اور اس اشتہار
کے موافق یہ پیدا ہوا ۔ پھر اسکی آنکھوں سے
اسقدر پانی جاری تھا کہ آنکھیں بوٹی کیطرح
سرخ ہو گئی تھیں اور مجھے اندیشہ تھا کہ
آنکھوں کو خطرناک نقصان نہ پہونچے اسوقت
مینے دعا کی تب الہام ہوا بَرِّقَ طِفْلِی
بَشِیْر بہت سے لوگ اس الہام کے
بھی گواہ موجود ہیں کیونکہ میں الہام پوشیدہ
تو رکھتا ہی نہیں ہوں تب بریق کے معنے
ہیں آنکھوں کا اچھا ہونا چنانچہ ہفتہ بھی
نہ گذرا تھا کہ بالکل اچھا ہو گیا ۔

(باقی آیندہ)

پنجاب کے مشہور شہر امرتسر میں

ندوۃ العلما کا سالانہ جلسہ

(مندرجہ ذیل اعلان بغرض اندراج الحکم پہونچا ہے اس لیے ہم اسکو درج کرتے ہیں)

پنجاب کیلیے یہ شرف کچھ کم نہیں ہے کہ برکات
آسمانی کا سرچشمہ یعنی مذہب مقدس اسلام پنجاب
ہی کیطرف سے ہندوستان میں آیا اور تمام ملک
کو اپنی برکات سے مالامال کر دیا ، اور اب بھی پنجاب کے
مسلمانوں میں جسقدر دینداری اور وضعداری کا اثر
پایا جاتا ہے دوسرے صوبوں میں اتنا نہیں ہے
وہاں کے مسلمانوں نے تعلیم جدید سے بھی فائدہ
اٹھایا ہے مگر جہاں تک ہمکو معلوم ہے آزادی کی
دہریت کا رنگ ایسا نہیں چڑھا جو انکو بیخبر کرے
اور فرائض مذہبی کو اُنکے دلوں سے بھلادے ، حقیقت
یہ ہے کہ جیسے پنجاب والونکو زندہ دل کا خطاب ملا
ہے اُسنے بہت موزوں اور برجستہ تجویز کی ہے کہ انکو
قومی اور مذہبی ضرورتوں کا احساس بہ نسبت دوسری
جگہ کے باشندوں کے انکو جلد ہوا اور ایک عام تحریک
انمیں پیدا ہو گئی ۔
اسی تحریک کا نتیجہ ہے کہ اُسنے ہمیشہ ندوۃ العلما
کے ساتھ بہ نسبت دیگر صوبجات ہند کے زیادہ ہمدردی
کی ہے ، اور ندوۃ العلما کی ضرورت اور مقاصد سمجھنے
میں وہاں کے لوگونکو غلط فہمی نہیں ہوئی ، اسیوجہ
سے وہاں کی انجمنوں نے اپنے وکلا کو ہمیشہ ندوۃ العلما
کی شرکت کے لیے بھیجا ، اور بہ نسبت دوسرے صوبوں کے
وہاں کے ارکان کی تعداد ہمیشہ زیادہ رہی ، اور اب
امرتسر میں اس کے نویں سالانہ جلسہ کی تیاریاں ہو
رہی ہیں ، امرتسر پنجاب میں ایک خوبصورت شہر اور
تجارت کی منڈی ہے ، اور کئی برس سے ایک انجمن
معین الندوہ کے نام سے وہاں قائم ہے ، جس میں
شہر کے چیدہ چیدہ حضرات شریک ہیں ان حضرات نے
بغیر کسی کی تحریک اور فرمائش کے ندوۃ العلما کو
دعوۃ دی اور کلکتہ کے جلسہ میں تار اور خط وکلا کی
ذریعہ سے اپنی خواہش کو ظاہر کیا جو قبول کیگئی ،
اب بمشورہ باہمی ۷-۸-۹ رجب ۱۳۲۰ھ مطابق
۹-۱۰-۱۱ ۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء روز پنجشنبہ جمعہ شنبہ کو
اجلاس نہم قرار پایا ہے ، اور افسران نارتھ ویسٹرن
ریلوے اور اودھ روہلکھنڈ ریلوے نے ندوۃ العلما
کے مہمانوں کیلیے **نصف کرایہ کی تخفیف**
کردی ہے ، اور اُمید ہے کہ دوسری لائنوں میں بھی
ایسی ہی تخفیف ہو جائے گی ۔
لہذا تمام اہل اسلام سے عموماً اور علمائی کرام و مشائخ
عظام سے خصوصاً گزارش کیجاتی ہے کہ وہ قدم رنجہ
فرما کر اس جلسہ میں شریک ہوں اور اپنے مفید مشوروں
سے مدد دیں مگر یہ ضرور ہے کہ وہ یکم اکتوبر سے پہلے
اپنی تشریف آوری کی اطلاع **شیخ غلام صادق
صاحب آنریری مجسٹریٹ** و ناظم معین الندوہ
امرتسر کو بقید تاریخ داخلہ دیدیں اور خود اُن سے
یا ناظم ندوۃ العلما سے سارٹیفکٹ منگوالیں جسکو
دکھا کر ٹکٹ لینا ہوگا ۔
یہ بھی واضح رہے کہ تخفیف کرایہ کی رعایت یکم اکتوبر سے
۹ ۔ اکتوبر تک رہیگی اور معین الندوہ امرتسر نے

ملفوظات میں سے کچھ

معصوم ہونے کے اسباب اور معصوم بنانے کے اسباب جسقدر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میسر آئے تھے وہ کسی دوسرے نبی کو کبھی نہیں ملے۔ اسی لیے **عصمت** کے مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس مقام اور درجہ پر ہیں وہاں اور کوئی نہیں ہے خود کوئی کبھی معصوم نہیں بن سکتا بلکہ معصوم بنانا خدا تعالےٰ کا کام ہے جس شخص کو کثیر التعداد مال ملگیا ہے اسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ چوری کرتا پھرے لیکن جسپر خدا کی مار ہے اور گویا وہ ٹیوںکا محتاج ہے اس سے تو ممکن بلکہ قرین قیاس ہے کہ اگر پاخانہ میں کوڑی پڑی ہوئی ہو تو وہ اس کے اُٹھانے میں بھی کوئی مضائقہ اور دریغ نہ کرے گا سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کا بہت بڑا فضل تھا جیساکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا۔ اور پھر یہ ہے کہ انسان بچتا بھی فضل سے ہی ہے پس جس شخص پر خدا تعالےٰ کا فضل عظیم ہو اور جسکو کل دنیا کے لیے مبعوث کیا گیا ہو اور جو رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ ہو کر آیا ہو اس کی **عصمت** کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ عظیم الشان بلندی پر جو شخص کھڑا ہے ایک نیچے کھڑا ہوا اسکا مقابلہ کیا کر سکتا ہے؟ مسیح کی ہمت اور دعوت صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں تک محدود رہے۔ پھر اس کی عصمت کا درجہ بھی اسی حد تک ہونا چاہیئے لیکن جو شخص کل عالم کی نجات اور رستگاری کے واسطے آیا ہے ایک دانشمند خود سمجھ سکتا ہے کہ اسکی تعلیم کیسی عالمگیر صداقتوں پر مشتمل ہوگی اور اسی لیے وہ اپنی تعلیم اور تبلیغ میں کس درجہ کا معصوم ہوگا۔ حضرت مسیح ایکبار چھوڑ ہزار بار کہیں کہ میں خدا ہوں لیکن کون انکی خدائی کا اعتراف کر سکتا ہے جبکہ انسانیت کا اقبال بھی آپ کے وجود میں نظر نہیں آتا دشمنوں کے نرغہ میں آپ پھنس جاتے ہیں اور اُن سے طمانچے کھاتے ہوئے صلیب پر لٹکائے جاتے ہیں یا وہ جو دیکھ وہ طعن کرتے ہیں کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب سے اُتر آ مگر آپ خاموش ہیں اور کوئی خدائی کرشمہ نہیں دکھاتے۔ برخلاف اس کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خسرو پرویز نے منصوبہ کیا اور آپ کو گرفتار کر کے قتل کرنا چاہا + مگر اسی رات خود ہی ہلاک ہوگیا۔ اور ادھر حضرت مسیح کو ایک معمولی چپراسی پکڑ کر لیجاتا ہے تائید الٰہی کا کوئی پتہ نہیں ملا۔

غرض جس قدر ان امور کی تنقیح کیجاوے گی اسی قدر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مدارج عالیہ معلوم ہوں گے۔ اور آپ ایک بلند **مینار** پر کھڑے دکھائی دیں گے اور مسیح آپ سے مقابلہ کرنے میں بہت ہی نیچے کھڑے ہوں گے۔ اس سے بڑھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور فضیلت کیا ہوگی کہ تیرہ سو برس بعد اپنے نقوش کف سے وہ ایک انسان کو طیار کرتے ہیں جو مسیح ابن مریم پر فضیلت پاتا ہے بلحاظ اپنے کام اور کامیابی کے یعنی مسیح موعود سے مقابلہ کرتے میں ہی مسیح اپنی کامیابی اور بعثت کے لحاظ سے کم ہے۔ کیونکہ **محمدی مسیح** محمدی کمالات کا جامع ہے۔ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام نبیوں کے کمالات یکجا جمع تھے اس لیے **مسیح موعود** جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروزی ظہور ہے ان کمالات کو اپنے اندر رکھتا ہے اور اپنی دعوۃ کی وجہ سے **مسیح ابن مریم** سے بڑھ کر ہے۔ شعر

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

مسیح کو جو آسمان پر چڑھایا جاتا ہے تو سوال ہو سکتا ہے کہ وہ آسمان پر کیوں چڑھے؟ کیا ضرورت پیش آئی تھی؟ عقل اس کے لیے تین شقیں تجویز کرتی ہے اور ان تینوں صورتوں میں مسیح کا صعود ثابت نہیں ہو سکتا۔

شق اول۔ صلیب کی لعنت سے بچنے کے لیے۔ کیونکہ توریت میں لکھا ہوا تھا کہ جو صلیب پر لٹکایا جاوے وہ ملعون ہوتا ہے۔ اب اگر مسیح کے صعود الی السماء سے یہ غرض تھی کہ وہ اس لعنت سے بچ رہیں تو اس رفع کے لیے ضروری ہے کہ پہلے موت ہو۔ کیونکہ یہ رفع وہ ہے جو **قرب الٰہی** کا مفہوم ہے۔ اور بعد موت ملتا ہے اسی لیے إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ کہا گیا۔ اور یہ وہی رفع ہے جو ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً میں خدا نے بیان فرمایا ہے۔ اور مفتحۃ لهم الابواب سے پایا جاتا ہے۔ غرض اس رفع کے لیے جو لعنت سے بچانے کے لیے ہو اور جو قرب الٰہی کے معنوں میں ہو کیونکہ لعنت کی ضد رفع تو وہی ہے جس سے قرب الٰہی ہو یہ بجز موت کے حاصل نہیں ہوتا۔ پھر جو لوگ ہمارے مخالف ہیں وہ چونکہ موت کے قائل نہیں اس لیے ان کے اعتقاد کے موافق مسیح کو ایسا رفع نہیں ہوا۔ کیونکہ یہ رفع انسان کی آخری زندگی کا نتیجہ ہے اور یہ انکو حاصل نہیں ہوا۔ پس اس شق کے لحاظ سے تو ان کا آسمان پر چڑھنا باطل ہوا۔

دوسری غرض رفع سے یہ ہو سکتی ہے کہ حضرت مسیح کوئی نشان دکھانا چاہتے تھے مگر یہود جنکو نشان دکھانا مقصود تھا وہ اب تک منکر ہی چلے آتے ہیں انھوں نے عین صلیب کے وقت نشان مانگا تو انکو کوئی نشان دکھایا نہ گیا پھر ایک ایسا نشان جو انکو دکھانا مقصود تھا وہ بجز شاگردوں کے کسی اور کو نہ دکھایا گیا یہ تعجب کی بات نہیں چاہیئے تو یہ تھا کہ صلیب پر جب ان سے نشان مانگا گیا تھا تو اسوقت نشان دکھاتے یا کہدیتے کہ میں آسمان پر اڑ جانے کا نشان

تمکو دکھاؤں گا۔ اور صعود کے دن سب کو پکار کر کہہ دیتے کہ آؤ اب دیکھلو میں آسمان پر جاتا ہوں۔ پھر جب اس قسم کا کوئی واقعہ یہودیوں نے نہیں دیکھا اور وہ اب تک ہنسی اڑاتے ہیں اور خطرناک اعتراض کرتے ہیں تو یہ غرض بھی ثابت نہ ہوئی۔

مسیح علیہ السلام کے مقابلہ میں ہمارے نشانوں کو دیکھو کہ کیسے واضح اور صاف ہیں اور لاکھوں انسان اُن میں سے بعض کے گواہ ہیں + براہین احمدیہ میں یہ الہام ۲۲ برس سے زیادہ عرصہ ہوا ہے درج ہے یاتون من کل فج عمیق اور یاتیک من کل فج عمیق اب اسکی بابت محمد حسین ہی سے پوچھو کہ جب اس نے براہین احمدیہ پر ریویو لکھا تھا کس قدر لوگ یہاں آتے تھے۔ اور کہاں سے آتے تھے اور اب تو آنیوالے لوگوں کی بابت ہم سے دریافت کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے پولیس کا ایک کانسٹبل یہاں رہتا ہے جو آنے والے مہمانوں کی ایک فہرست طیار کرکے اپنے افسروں کے پاس بھیجا کرتا ہے ان کے کاغذات کو جاکر کوئی دیکھے تو اُسے معلوم ہو جاوے گا کہ یہ پیشگوئی کس شان اور عظمت سے پوری ہو رہی ہے۔ یہانتک کہ ہر شخص آنے والا اس پیشگوئی کو پورا کرتا ہے۔ اسی طرح اسکا دوسرا حصہ یاتیک من کل فج عمیق۔ دیکھلو کہاں کہاں سے تحفے تحائف چلے آتے ہیں اور روپیہ آتا ہے اسکے لیے بھی ڈاک خانہ کے کاغذات اور محکمہ ریلوے کے رجسٹر شہادت کے لیے کافی ہو سکتے ہیں۔ اب ان نشانوں کا ذرا مسیح کے نشانوں سے مقابلہ تو کرکے دکھاؤ۔ وہاں تو یہودی دُہائی دیتے ہیں کہ ہم نے کچھ بھی نہیں دیکھا۔ اگر یہودی دیکھتے تو کیوں انکار کرتے اور یہاں مخالف تک اثبات کے گواہ ہیں۔ اور صدہا نشان اس قسم کے ہیں جنکو اگر تفصیل کے ساتھ بیان کیا جاوے تو کئی کتابوں کی ضرورت پڑے۔

تیسرا شق مسیح کے صعود کے متعلق یہ ہو سکتا ہے کہ انکی غرض فرار کی تھی۔ یہ بالبداہت باطل ہے کیا زمین پر کوئی جگہ نہ تھی اور ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ کے مصداق یہودیوں سے پھر اتنا خوف تھا کہ پہلے آسمان پر بھی نہ ٹھہر سکے۔ غرض جس پہلو سے اس مسئلہ کو دیکھا جاوے یہ بالکل غلط ہے۔ ایک ہی صورت ہے کہ انھوں نے اپنی طبعی موت سے جان دی اور پھر دوسرے مقربوں کی طرح خدا نے انکا رفع کر دیا۔ بغیر اسکے اور کوئی صورت ایسی نہیں جو اعتراض سے خالی ہو۔

علاج کی چار صورتیں تو عام ہیں دوا سے غذا سے۔ عمل سے پرہیز سے علاج کیا جاتا ہے ایک پانچویں قسم بھی ہے جس سے سلب امراض ہوتا ہے وہ **توجہ** ہے حضرت مسیح علیہ السلام اسی توجہ سے سلب امراض کیا کرتے تھے اور یہ سلب امراض کی قوۃ مومن اور کافر کا امتیاز نہیں رکھتی بلکہ اس کیلیے نیک چلن ہونا بھی ضروری نہیں ہے نبی اور عام لوگوں کی توجہ میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ نبی کی توجہ کسبی نہیں ہوتی وہبی ہوتی ہے + آج کل ڈوئی جو بڑے بڑے دعوی کرتا ہے یہ بھی سلب امراض ہے۔ توجہ ایک ایسی چیز ہے کہ اُس سے سلب ذنوب بھی ہو جاتا ہے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ اور مسیح علیہ السلام کی توجہ میں یہ فرق ہے کہ مسیح کی توجہ سے تو سلب امراض ہوتا تھا مگر ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی توجہ سے سلب ذنوب ہوتا تھا اور اسوجہ سے آپ کی قوت قدسی کمال کے درجہ پر پہونچی ہوئی تھی۔ دعا بھی توجہ ہی کی ایک قسم ہوتی ہے۔ توجہ کا سلسلہ کڑیوں کیطرح ہوتا ہے جو لوگ حکیم اور ڈاکٹر ہوتے ہیں انکو اس فن میں مہارت پیدا کرنی چاہیے۔ مسیح کی توجہ چونکہ زیادہ تر سلب امراض کی طرف تھی اس لیے سلب ذنوب میں وہ کامیاب نہ ہونے کی وجہ یہی تھی۔ کہ جو جماعت انھوں نے طیار کی وہ اپنی صفائی نفس اور تزکیہ باطن میں ان مدارج کو نہ پہنچ سکی جو جلیل الشان صحابہ کو ملی۔ اور یہانتک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوۃ قدسیہ با اثر تھی کہ آج اس زمانہ میں بھی تیرہ سو برس کے بعد سلب ذنوب کی وہی قوت اور تاثیر رکھتی ہے جو اُسوقت رکھتی تھی + مسیح اس میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہرگز مقابلہ نہیں کر سکتے +

کافر اور مومن کی رویا میں فرق

اللہ تعالے نے وحی اور الہام کا مادہ ہر شخص میں رکھدیا ہے کیونکہ اگر یہ مادہ نہ رکھا ہوتا تو پھر حجت پوری نہ ہو سکتی۔ اس لیے جو نبی آتا ہے اسکی نبوت اور وحی و الہام کے سمجھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی فطرت میں ایک ودیعت رکھی ہوئی ہے اور وہ ودیعت خواب ہے اگر کسیکو کوئی خواب سچی کبھی نہ آئی ہو تو وہ کیونکر مان سکتا ہے کہ الہام اور وحی بھی کوئی چیز ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کی یہ صفت ہے کہ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ اس لیے یہ مادہ اُسنے سب میں رکھدیا ہے۔ میرا یہ مذہب ہے کہ ایک بدکار اور فاسق فاجر کو بھی بعض وقت سچی رویا آجاتی ہے اور کبھی کبھی کوئی الہام بھی ہو جاتا ہے گو وہ شخص اس کیفیت سے کوئی فائدہ اُٹھاوے یا نہ اُٹھاوے۔ جبکہ کافر اور مومن دونو کو سچی رویا آجاتی ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ ان دونوں میں فرق کیا ہے؟ عظیم الشان فرق تو یہ ہے کہ کافر کی رویا

ہماری جماعت کے واعظ

یہ امر بہت ضروری ہے کہ ہماری جماعت کے واعظ طیار ہوں لیکن اگر دوسرے واعظوں اور ان میں کوئی امتیاز نہ ہو تو فضول ہے + یہ واعظ اس قسم کے ہونے چاہییں جو پہلے اپنی اصلاح کریں اور اپنے چلن میں ایک پاک تبدیلی کر کے دکھائیں + تاکہ ان کے نیک نمونوں کا اثر دوسروں پر پڑے عملی حالت کا عمدہ ہونا یہ سب سے بہترین وعظ ہے جو لوگ صرف وعظ کرتے ہیں مگر خود اُسپر عمل نہیں کرتے وہ دوسروں پر کوئی اچھا اثر نہیں ڈال سکتے بلکہ اُن کا وعظ بعض اوقات اباحت پھیلانے والا ہو جاتا ہے کیونکہ سننے والے جب دیکھتے ہیں کہ وعظ کہنے والا خود عمل نہیں کرتا تو وہ ان باتوں کو بالکل خیالی سمجھتے ہیں۔ اس لیے سب سے اول جس چیز کی ضرورت واعظ کو ہے وہ اس کی عملی حالت ہے۔ دوسری بات جو ان واعظوں کے لیے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ انکو صحیح علم اور واقفیت ہمارے عقائد اور مسائل کی ہو جو کچھ ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اسکو انھوں نے پہلے خود اچھی طرح پر سمجھ لیا ہو اور ناقص اور ادھورا علم نہ رکھتے ہوں کہ مخالفوں کے سامنے شرمندہ ہوں + اور جب کسی نے کوئی اعتراض کیا تو گھبرا گئے۔ کہ اب اس کا کیا جواب دیں۔ غرض علم صحیح ہونا ضروری ہے۔ اور تیسری بات یہ ہے کہ ایسی قوت اور شجاعت پیدا ہو کہ حق کے طالبوں کے واسطے ان میں زبان اور دل ہو۔ یعنی پوری دلیری اور شجاعت کے ساتھ بغیر کسی قسم کے خوف و ہراس کے اظہار حق کے لیے بول سکیں۔ اور حق گوئی کے لیے ان کے دل پر نہ کسی دولتمند کا تمول یا بہادر کی شجاعت یا حاکم کی حکومت کوئی اثر پیدا نہ کر سکے۔ یہ تین چیزیں جب حاصل ہو جائیں تب ہماری جماعت کے واعظ مفید ہو سکتے ہیں۔ یہ شجاعت اور ہمت ایک کشش پیدا کرے گی کہ جس سے دل اس سلسلہ کی طرف کھچے چلے آئیں گے مگر یہ کشش اور جذب دو چیزوں کو چاہتی ہے جن کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی اول پورا علم ہو دوم تقویٰ ہو کوئی علم بدون تقویٰ کے کام نہیں دیتا ہے اور تقویٰ بدوں علم کے نہیں ہو سکتا۔ سنۃ اللہ یہی ہے جب انسان پورا علم حاصل کرتا ہے تو اسے حیا اور شرم بھی دامنگیر ہو جاتی ہے + پس ان تین باتوں میں ہمارے واعظ کامل ہونے چاہییں اور یہ میں اس لیے چاہتا ہوں کہ اکثر ہمارے نام خطوط آتے ہیں فلاں سوال کا جواب کیا ہے؟ فلاں اعتراض کرتے ہیں اسکا کیا جواب دیں؟ اب ان خطوط کے کسقدر جواب لکھے جاویں اگر خود یہ لوگ علم صحیح اور پوری واقفیت حاصل کریں اور ہماری کتابوں کو غور سے پڑھیں تو وہ ان مشکلات میں نہ رہیں۔

+

ہماری جماعت کو عمل کی ضرورت ہے

یاد رکھو کہ ہماری جماعت اس بات کے لیے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں نرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی جیسے بدقسمتی سے مسلمانوں کا حال ہے کہ پوچھو تم مسلمان ہو؟ تو کہتے ہیں شکر الحمد للہ مگر نماز نہیں پڑھتے اور شعائر اللہ کی حرمت نہیں کرتے۔ پس میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمی حالت ہے خدا تعالیٰ اسکو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لیے کھڑا کیا ہے پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھکر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے وہ گویا اپنے عمل سے میری عدم ضرورت پر زور دیتا ہے + پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض اور مقاصد کو پورا کرو۔ اور وہ یہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنا اخلاص اور وفاداری دکھاؤ۔ اور قرآن شریف کی تعلیم پر اسی طرح عمل کرو جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کر کے دکھایا اور صحابہ نے کیا۔ قرآن شریف کے صحیح منشا کو معلوم کرو اور اُسپر عمل کرو۔ خدا تعالیٰ کے حضور اتنی ہی بات کافی نہیں ہو سکتی کہ زبان سے اقرار کر لیا اور عمل میں کوئی روشنی اور سرگرمی نہ پائی جاوے۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قایم کرنی چاہتا ہے وہ عمل کے بدون زندہ نہیں رہ سکتی۔ یہ وہ عظیم الشان جماعت ہے جسکی طیاری حضرت آدم کے وقت سے شروع ہوئی ہے کوئی نبی دنیا میں نہیں آیا جس نے اس دعوت کی خبر نہ دی ہو پس اسکی قدر کرو۔ اور اسکی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔

سچا ہادی خیانت نہیں کر سکتا

جو شخص خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اُسکا فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی جماعت کی کمزوری کو دور کرے سچا ہادی کبھی خیانت نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ جس طرز اور چال پر کوئی چلے خواہ اُسکی زندگی اللہ اور اُس کے رسول کے حکم کے خلاف ہی ہو وہ پروا نہ کرے تو سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے اصلاح کے لیے نہیں آیا۔ بلکہ شیطان اُسکا قرین ہے۔ سچا ہادی جو دیکھتا ہے اُسکی اصلاح کرتا ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ وہ کسی کی ذلت اور رسوائی نہیں کرنا چاہتا مگر مریض کے امراض کو شناخت کر کے انکا علاج بتاتا ہے

+ [illegible] ایڈیٹر

خدمت دین بھی عمر بڑھاتی ہے

جو لوگ دین کے لیے سچا جوش رکھتے ہیں انکی عمر بڑھائی جاوے گی اور حدیثوں میں جو آیا ہے کہ مسیح موعود کے وقت عمریں بڑھا دی جاویں گی اس کے معنے یہی مجھے سمجھائے گئے ہیں کہ جو لوگ خادم دین ہوں گے اُن کی عمریں بڑھائی جاویں گی جو خادم نہیں ہو سکتا وہ بڈھے بیل کی مانند ہے کہ مالک جب چاہے اُسے ذبح کر ڈالے۔ اور جو سچے دل سے خادم ہے وہ خدا کا عزیز ٹھیرتا ہے اور اسکی جان لیتے میں خدا تعالیٰ کو تردد ہوتا ہے اس لیے فرمایا وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ۔

جہاد پر مسیح موعود

ہمارے اس زمانہ میں کوئی مخالف تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ نہیں کرتا بلکہ یہ گورنمنٹ عالیہ مسلمانوں کی خون اور عزت اور مال کی ایسی ہی محافظ ہے جیسا کہ ایک عیسائی کی پھر ایسے وقت میں بغاوت کا خیال دل میں لانا بجز خبث باطن اور کیا ہے؟ اسجگہ ایک علمی نکتہ یاد رکھنا چاہیے جس کے سمجھنے سے ایسی بیہودہ خیال ایک دم کے لیے بھی دل میں نہیں ٹھیر سکتے۔ اور وہ یہ ہے کہ **جہاد خدا کی جلالی صفت کا ایک نتیجہ ہے** اور ترک جہاد اُس کے **جمالی محامد** کا اثر۔ اور ابتدا اُس کی اسطرح پر ہوئی کہ خدا نے پہلی اُمتوں کے ہلاک کرنے کے بعد اس زمانہ میں جبکہ فرعون مصر کا بادشاہ اپنے ظلم میں حد سے بڑھ گیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا نبی مقرر کر کے اُس کی طرف بھیجا اور موسیٰ کو معجزات بھی جلالی دیے اور شریعت بھی جلالی دی معجزات اس لیے جلالی تھے کہ خود فرعون جیسے ایک سرکش اور مغرور اور متکبر کو دکھلائے گئے تھے اور شریعت اس لیے جلالی تھی کہ بنی اسرائیل جن کو یہ شریعت ملی تھی چار سو برس تک فرعون کی غلامی میں رہ چکے تھے اور اس رذیل زندگی کی وجہ سے جیل کے بعض قیدیوں کیطرح سخت دل۔ ظالم طبع اور سفلہ مزاج اور پست خیال۔ بہائم سیرت اور کینہ ور اور زود رنج اور نہایت بدچلن ہو گئے تھے اور پھر فرعون کے ہلاک ہونے کے بعد یکدفعہ نو دولت ہونیکی وجہ سے اور آرام اور عیش کے اسباب فوق العادۃ مہیا ہونے کیوجہ سے تکبر اور خود پسندی اور بیجا حکومت کا گھمنڈ اُن کے دل میں بہت بڑھ گیا تھا اور ایذا رسانی اور دلآزاری اُن کی عادت ہو گئی تھی ان اسباب کیوجہ سے وہ اس لائق ہو گئے تھے کہ اُن کے لیے جلالی شریعت نازل ہو جو ہمیشہ اُنکو اپنے تازیانہ سے عدل سکھلاتی رہے اور جسمیں قصاص کا پورا بندوبست ہو کیونکہ اس سے پہلے اُنکو **عدل** کے لیے کوئی قانون نہیں دیا گیا تھا۔ سو چونکہ وہ لوگ قانون عدل اور قصاص کے سخت محتاج تھے اس لیے اُنکو توریت دیگئی کیونکہ توریت میں ایسے ہی احکام اور حدود تھے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے عوض دانت اور پوری پوری قانونی سزا دیجاتی تھی۔ لیکن بنی اسرائیل نے عدل کے قانون پر زیادہ زور دیا حتی کہ درگذر اور عفو کو اس کی تنقیص سمجھ لیا تو اسکا ضروری نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر کج طبع لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ خواہ نخواہ عدل کے بہانہ سے انتقام لے لینا بڑی خوبی میں داخل ہے لہذا وہ لوگ اخلاق فاضلہ اور درگذر اور رحم سے بکلی محروم رہ گئے۔ اور احسان اور ہمدردی کا انمیں نام و نشان نہیں رہا۔ پس ان اسباب کیوجہ سے وہ اس لائق ٹھیر گئے کہ ایک اخلاقی تعلیم انکو عنایت کیجاوے سو انجیل کی تعلیم وہی تعلیم ہے جو صلح کا پیغام لانے والی اور عفو اور کرم کے دروازے کھولنے والی ہے۔ لیکن چونکہ انسان کی فطرت میں یہ خاصیت ہے کہ اگر اسکو افراط سے روکا جاوے تو پھر تفریط کیطرف رخ کرتا ہے لہذا یہی صورت اسجگہ پیش آگئی یعنی وہ غلطی جو افراط کے رنگ میں یہودیوں سے ہوتی تھی وہی غلطی تفریط کے رنگ میں مسیحیوں سے ظہور میں آئی۔ یعنی جیسا کہ یہودیوں نے عدل پر بہت زور دیکر عفو اور درگذر اور رحم اور مروت کے اخلاق کو چھوڑ دیا تھا ایسا ہی عیسائیوں نے عفو اور درگذر کی تعلیم پر اسقدر زور دیا کہ انتقام کا پر حکمت مسئلہ جس پر حفظ حقوق موقوف تھا بھول گیا۔ تب خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو اس غرض سے نازل فرمایا کہ یہ دونو پہلو عفو اور انتقام کے اپنے اپنے محل پر استعمال ہوتے رہیں۔ اور قرآن شریف کا کام تھا کہ جلال اور جمال کی دونوں تعلیموں کو ایک جگہ جمع کر دے اور ہر ایک کو محل مناسب پر استعمال کرنے کے لیے ہدایت فرماوے۔ کیونکہ عدل اور رحم دونوں ایسی تعلیمیں ہیں کہ کوئی بھی انمیں سے منسوخ اور موقوف کرنے کے لائق نہیں بلکہ نظام تمدن بشری انھیں دونوں صفتوں کی بقا اور وجود سے وابستہ ہے عدل کو ہاتھ سے دینا انسان کے حق واجب کو ضائع کرنا ہے ایسا ہی عفو اور مروت کی پروا نہ کر کے ہر طبعی جوش میں سست ہو جانا جو انسانی ہمدردی کے متعلق ہے اس نیکی کا دروازہ بند کرنا ہے جو طبعی طور پر بنی نوع کی حمایت کے لیے پرندوں اور چرندوں میں بھی موجود ہے اور دونوں طریق عدل اور

عضو کو اپنے اپنے محل پر بقدر مناسب استعمال کرتا ہے وہ کمال ہے جس پر انسان کی سعادت تامہ موقوف ہے سو خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ان دونوں صفتوں کے متعلق ہمیشہ کے امتیاز قائم کرنے کے لیے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دو نام عطا فرماوے۔

ایک **محمد** (صلے اللہ علیہ وسلم) جس کی نسبت فرمایا کہ نام توریت میں ہے جو جلالی صفات کا مظہر ہے اور موسیٰ نے اپنی صفت کے ہمرنگ دیکھکر اس نام کو لکھا۔

دوسرا نام **احمد** (صلی اللہ علیہ وسلم) جس کی نسبت فرمایا کہ یہ نام انجیل میں ہے جو جمالی صفات کا مظہر ہے۔ اور حضرت عیسیٰ نے اپنے خلق کے موافق اس نام کو لیا۔ اور ان دونوں ناموں میں یہ تقسیم فرمائی کہ اس زمانہ کے لیے جبکہ اسلام کو تلواروں کی اشد ضرورت تھی (اپنی حفاظت اور دشمنوں کے دفاع کے لیے) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تجویز فرمایا اور اس نام کی جلالی حقیقت کی تکمیل کے لیے صحابہ کو مظفر فرمایا۔ اور اس زمانہ کے لیے جبکہ اسلام نے اپنی ذاتی خاصیت اور اندرونی روشنی ظاہر کرنا چاہتا تھا اور بیرونی حملوں سے امن میں تھا۔ **احمد** کا نام تجویز فرمایا جو حضرت عیسیٰ کی صفات کے ہمرنگ تھا اور اس نام کی تجلی کے لیے دنیا کا آخری زمانہ قرار دیا جسمیں ہم ہیں

اور یہی وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں ظہور احمد کی تجلی کے لیے جسکو مسیح موعود بنا کر بھیجا اسکا نام بھی **غلام احمد** ہے اب ان تمام غلطیوں کی اصلاح ہوگی جو مذہب کی اشاعت کے لیے تلوار کی ضرورت بتاتی تھیں خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان انسانی غلطیوں کی اصلاح کرے۔ اب صلح اور امن کا زمانہ ہے اب حقیقی مسلمان وہی ہیں جو اس صلح کے محل میں داخل ہوں

مختصر نوٹ اور نکات

آیات اللہ اور تذکرہ قرآنی سے مُنہ پھیرنے کے نتائج نہایت ہی خطرناک ہیں جیسا کہ **قرآن شریف** نے خود فیصلہ کر دیا ہے آیات اللہ سے اعراض انسان کو ظالم ترین بنا دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کے حضور مجرم قرار دیتا ہے چنانچہ فرمایا ہے **وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّہٖ فَاَعْرَضَ عَنْھَا اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ**۔ یعنی اس شخص سے ظالم تر کون ہے جسکو اُسکی آیتوں سے یاد دہانی کرائی گئی۔ مگر اُس نے مُنہ پھیر لیا ہم تو ایسے مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے ذکر سے غفلت اور اعراض انسان پر تنگی رزق کی مصیبت لاتا ہے اور اسے اندھا بنا دیتا ہے کہ وہ حقائق الاشیاء کو دیکھ نہیں سکتا + اور روحانی عالم میں نابینا اُٹھتا ہے جیسا کہ قرآن شریف کی اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے **وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَہٗ مَعِیْشَۃً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَعْمٰی** یعنی اور جسنے میرے ذکر سے اعراض کیا بیشک اُسکے لیے تنگ معیشت ہے اور ہم اسکو قیامت کے دن اندھا اُٹھائیں گے۔ قرآن شریف کے ایک اور مقام پر ہے **مَنْ کَانَ فِیْ ھٰذِہٖۤ اَعْمٰی فَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَعْمٰی**۔ ان دو آیتوں کے ملانے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ **ذکر اللہ** (جس سے مراد قرآن شریف رسول کریم۔ اور ہر مامور من اللہ بھی ذکر ہی ہوتا ہے) اعراض کرنے والا اس دنیا میں بھی اندھا ہی ہوتا ہے۔ پھر کیسا بد قسمت ہے وہ انسان جو ذکر الٰہی سے مُنہ پھیر کر دین اور دنیا کی خرابی اور وبال کو خرید لیتا ہے۔ اسوقت ہم مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں نے قرآن شریف سے غفلت اور اعراض اختیار کیا نتیجہ یہ ہوا کہ یوماً فیوماً ذلت و خواری میں ترقی کی پستی کی طرف گرتے گئے۔ کسب علوم و فنون اور تجارۃ میں ہمعصر قوموں سے بہت پیچھے رہ گئے محنت چھوڑ کر کاہل ہو گئے جو تمام مصیبتوں کی ماں ہے + دین کا یہ حال کہ مذہب کا نام انکی اصطلاح میں آ بیا (جنون) ہے + غرض مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو چھوڑ دیا نہ دنیا کے رہے نہ دین کے۔

غفلت میں مدہوش انسان ایسا وارفتہ ہو جاتا ہے کہ اپنے اعمال کے ابتدائی نتائج سے بھی عبرت حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ بیخبر بدمست اور بدکاری میں غرق رہتا ہے چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے **اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُھُمْ وَھُمْ فِیْ غَفْلَۃٍ مُّعْرِضُوْنَ** لیکن جب اس غفلت کے خطرناک نتائج بھگتنے پڑتے ہیں اور حد ہو جاتی ہے اُسوقت آنکھیں کھلتی ہیں اور پکارتا ہے **یٰوَیْلَنَا قَدْ کُنَّا فِیْ غَفْلَۃٍ مِّنْ ھٰذَا بَلْ کُنَّا ظٰلِمِیْنَ**۔ مگر اُسوقت کیا ہوتا ہے کیونکہ۔ دوہرہ

تگ کے دن یا چھے گئے او رہے سے کیو نہ ہیت
اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت

یہ سچی بات ہے کہ عبودیت بتضرع۔ انکسار یاد الٰہی۔ اور دعا کا بڑا بھاری اثر تمام جسمانی قوٰی پر بھی ہوتا ہے۔ روح کو صفائی اور اطمینان حاصل ہو کر تمام اعضا اور قوٰی کو تسکین حاصل ہوتی ہے اور طرح طرح کے امراض قلب و دماغ دور رہتے ہیں۔ شدت جذبات اور کثرت تفکرات دوران خون اور دماغی پرورش پر طرح طرح سے خراب اثر ڈالتے ہیں اور ایکا دفعیہ اکثر حالتوں میں عبادت اور دعا سے نہایت عمدہ طور پر ہو جاتا ہے ذکر الٰہی سے قلب کو ایک خاص